سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا

اب کہیں گے وف۲۵۵ بیوقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر

عَلَیْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ

تھے وف۲۵۶ تم فرما دو کہ پورب پچھم (مشرق ومغرب) سب اللہ ہی کا ہے وف۲۵۷ جسے چاہے سیدھی راہ

مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی

چلاتا ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر

النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ

گواہ ہو وف۲۵۸ اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ وف۲۵۹ اور اے محبوب تم پہلے جس

وف۲۵۵ **شانِ نزول:** یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بَیۡتُ المَقدِس کے کعبہ مُعَظَّمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کیے کیونکہ یہ انہیں ناگوار تھا اور وہ نَسخ کے قائل نہ تھے۔ ایک قول پر یہ آیت مشرکینِ مکہ کے اور ایک قول پر منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے کفار کے یہ سب گروہ مراد ہوں کیونکہ طعن وتشنیع میں سب شریک تھے اور کفار کے طعن کرنے سے قبل قرآن پاک میں اس کی خبر دے دینا غیبی خبروں میں سے ہے۔ طعن کرنے والوں کو بے وقوف اس لیے کہا گیا کہ وہ نہایت واضح بات پر مُعتَرِض ہوئے باوجودیکہ انبیاءِ سابقین نے نبی آخرالزماں کے خصائص میں آپ کا لقب ذُو القِبۡلَتَین (دوقبلوں والا) ذکر فرمایا اور تحویلِ قبلہ (قبلہ کا تبدیل ہونا) اس کی دلیل ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی پہلے انبیاء خبر دیتے آئے! ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور مُعتَرِض ہونا کمالِ حماقت ہے۔ وف۲۵۶ قبلہ اس جہت کو کہتے ہیں جس کی طرف آدمی نماز میں منہ کرتا ہے، یہاں قبلہ سے بَیۡتُ المَقدِس مراد ہے۔ وف۲۵۷ اسے اختیار ہے جسے چاہے قبلہ بنائے کسی کو کیا جائے اعتراض! بندے کا کام فرماں برداری ہے۔ وف۲۵۸ دنیا وآخرت میں۔ **مسئلہ:** دنیا میں تو یہ کہ مسلمان کی شہادت مومن کافر سب کے حق میں شرعاً مُعتَبَر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں۔ **مسئلہ:** اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امت کا اِجماع حجتِ لازمُ القبول ہے۔ **مسئلہ:** اَموات کے حق میں بھی اس امت کی شہادت معتبر ہے رحمت وعذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ صِحاح کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی تعریف کی حضور نے فرمایا: واجب ہوئی، پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی برائی کی حضور نے فرمایا: واجب ہوئی حضرت عمر نے دریافت کیا کہ حضور کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: پہلے جنازہ کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوئی، دوسرے کی تم نے برائی بیان کی اس کے لیے دوزخ واجب ہوئی، تم زمین میں اللہ کے شہداء (گواہ) ہو، پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **مسئلہ:** یہ تمام شہادتیں صُلَحاءِ امت اور اہلِ صدق کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لیے زبان کی نگہداشت شرط ہے۔ جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلافِ شَرع کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں اور ناحق لعنت کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد۔ اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اوّلین وآخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا: کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے؟ تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا۔ حضراتِ انبیاء سے دریافت فرمایا جائے گا: وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی، اس پر ان سے اِقَامَةً لِّلۡحُجَّةِ دلیل طلب کی جائے گی! وہ عرض کریں گے کہ اُمتِ محمد یہ ہماری شاہد ہے، یہ اُمت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی، اس پر گذشتہ اُمت کے کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے، دریافت فرمایا جائے گا: تم کیسے جانتے ہو؟ یہ عرض کریں گے یارب! تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، قرآن پاک نازل فرمایا، ان کے ذریعہ سے ہم قطعی ویقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضراتِ انبیاء نے فرضِ تبلیغ عَلٰی وَجۡهِ الۡكَمَالِ ادا کیا۔ پھر سیدِ انبیاء صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے آپ کی اُمت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور ان کی تصدیق فرمائیں گے۔ **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ اشیاءِ مَعرُوفہ میں شہادت تَسَامُع (سننے) کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہو اس پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔ وف۲۵۹ امت کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کے ذریعہ سے اَحوالِ اُمَم وتبلیغِ انبیاء کا علم قطعی ویقینی حاصل ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکرمِ الٰہی نورِ نبوت سے ہر شخص

www.dawateislami.net

كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ

قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے ف۲۶۰

وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ

اور بے شک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں

لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰى

کہ تمہارا ایمان اکارت (ضائع) کرے ف۲۶۱ بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر (رحم) والا ہے ہم دیکھ رہے ہیں

تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ

بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا ف۲۶۲ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ

مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ف۲۶۳

وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ

اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ف۲۶۴ اور اللہ ان کے

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ لَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ

کوتکوں (برے اعمال) سے بے خبر نہیں اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر

کے حال اور اس کی حقیقتِ ایمان اور اعمالِ نیک و بد اور اخلاص و نفاق سب پر مُطَّلَع ہیں۔ **مسئلہ:** اسی لیے حضور کی شہادت دنیا میں بحکمِ شرع اُمت کے حق میں مقبول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے اپنے زمانہ کے حاضرین کے متعلق جو کچھ فرمایا مثلاً صحابہ و اَزواج و اہلِ بیت کے فضائل و مَناقب یا غائبوں اور بعد والوں کے لیے مثل حضرت اویس و امام مہدی وغیرہ کے اس پر اِعتقاد واجب ہے۔ **مسئلہ:** ہر نبی کو ان کی امت کے اعمال پر مُطَّلَع کیا جاتا ہے تاکہ روزِ قیامت شہادت دے سکیں چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت عام ہوگی اس لیے حضور تمام امتوں کے احوال پر مُطَّلَع ہیں۔ **فائدہ:** یہاں شہید بمعنی مُطَّلع بھی ہوسکتا ہے کیونکہ شہادت کا لفظ علم و اِطلاع کے معنی میں بھی آیا ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْد (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے)۔

ف۲۶۰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کعبہ کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھتے تھے، بعد ہجرت بَیتُ المَقدِس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا، سترہ مہینے کے قریب اس طرف نماز پڑھی، پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ اس تحوِیل (قبلہ تبدیل کرنے) کی ایک یہ حکمت ارشاد ہوئی کہ اس سے مومن و کافر میں فرق و امتیاز ہوجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ **ف۲۶۱ شانِ نزول:** بَیتُ المَقدِس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانہ میں جن صحابہ نے وفات پائی ان کے رشتہ داروں نے تحویلِ قبلہ کے بعد ان کی نمازوں کا حکم دریافت کیا! اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اطمینان دلایا گیا کہ ان کی نمازیں ضائع نہیں ان پر ثواب ملے گا۔ **فائدہ:** نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا گیا کیونکہ اس کی ادا اور بجماعت پڑھنا دلیلِ ایمان ہے۔ **ف۲۶۲ شانِ نزول:** سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسندِ خاطر (محبوب) تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، آپ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرف رخ کیا۔ **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔ **ف۲۶۳** اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں رُو بقبلہ ہونا فرض ہے۔ **ف۲۶۴** کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ بھی مذکور تھا کہ آپ بیتُ المَقدِس سے کعبہ کی طرف پھریں گے اور ان کے انبیاء نے بشارتوں

www.dawateislami.net

اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ

آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے ف۲۶۵ اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو ف۲۶۶ اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے

قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

کے قبلہ کے تابع نہیں ف۲۶۷ اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا

اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا

تو اس وقت تو ضرور ستم گار (ظالم) ہوگا جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ف۲۶۸ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے

يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ

آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے ف۲۶۹ اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَلِكُلٍّ

ہیں ف۲۷۰ (اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو شک نہ کرنا اور ہر ایک کے لیے توجہ کی

وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ

ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں تم کہیں ہو اللہ تم سب کو

اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

اکٹھا لے آئے گا ف۲۷۱ بے شک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے آؤ ف۲۷۲

وقف لازم

ع ۱۷ / ۱ وقف منزل

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ حضور کا یہ نشان بتایا تھا کہ آپ بیتُ المَقدِس اور کعبہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے۔ ف۲۶۵ کیونکہ نشانی اس کو نافع ہوسکتی ہے جو کسی شُبہ کی وجہ سے منکر ہو، یہ تو حسد وعِناد سے انکار کرتے ہیں انہیں اس سے کیا نفع ہوگا۔ ف۲۶۶ معنی یہ ہیں کہ یہ قبلہ مَنْسُوخ نہ ہوگا تو اب اہلِ کتاب کو یہ طمع نہ رکھنا چاہیے کہ آپ ان میں سے کسی کے قبلہ کی طرف رخ کریں گے۔ ف۲۶۷ ہر ایک کا قبلہ جدا ہے۔ یہود تو صَخرَہ بیتُ المَقدِس (بیت المقدس میں رکھی ایک چٹان) کو اپنا قبلہ قرار دیتے ہیں اور نصاریٰ بیتُ المَقدِس کے اس مکانِ شَرقی کو جہاں نَفخِ روحِ حضرت مسیح (حضرت عیسی علیہ السلام کی روح مبارک پھونکنا) واقع ہوا۔ (فتح) ف۲۶۸ یعنی علماءِ یہود ونصاریٰ۔ ف۲۶۹ مطلب یہ ہے کہ کتبِ سابقہ میں نبی آخر الزماں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ایسے واضح اور صاف بیان کیے گئے ہیں جن سے علماءِ اہلِ کتاب کو حضور کے خاتَم الانبیاء ہونے میں کچھ شک وشبہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضور کے اس منصبِ عالی کو اَتَم (پورے) یقین کے ساتھ جانتے ہیں۔ اَحبارِ یہود (یہودیوں کے علماء) میں سے عبداللہ بن سلام مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ آیۂ "يَعْرِفُوْنَهٗ" (یعنی علماءِ یہود ونصاریٰ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے) میں جو مَعرِفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اے عمر! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اِشتِباہ (بغیر کسی شک وشبہ کے) پہچان لیا اور میرا حضور کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدَرجہا زیادہ اَتَم واَکمل ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیسے؟ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے اس کے بھیجے رسول ہیں، ان کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں، بیٹے کی طرف سے ایسا یقین کس طرح ہو! عورتوں کا حال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہوسکتا ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا سر چوم لیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ غیر محلِ شہوت میں دینی محبت سے پیشانی چومنا جائز ہے۔ ف۲۷۰ یعنی توریت وانجیل میں جو حضور کی نعت وصفت ہے علماءِ اہلِ کتاب کا ایک گروہ اس کو حسداً وعِناداً دیدہ ودانستہ چھپاتا ہے۔ مسئلہ: حق کا چھپانا معصیت وگناہ ہے۔ ف۲۷۱ روزِ قیامت سب کو جمع فرمائے گا اور اعمال کی جزا دے گا۔ ف۲۷۲ یعنی خواہ کسی شہر سے سفر کے لیے نکلو نماز میں

www.dawateislami.net

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ مَا

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ

اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ

مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو

لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ ۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا

کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے ف۲۷۳ مگر جو ان میں نا انصافی کریں ف۲۷۴ تو ان سے نہ

تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِیْ ۗ وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ۙ

ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ

كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَ یُزَكِّیْكُمْ

جیسے ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے ف۲۷۵ کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ف۲۷۶

وَ یُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ ؕ

اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے ف۲۷۷ اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا

معانقۃ ۳

فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

ع ۱۸ ۵ ۲

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا ف۲۷۸ اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو اے ایمان

اپنا منہ مسجدِ حرام (کعبہ) کی طرف کرو۔ ف۲۷۳ اور کفار کو یہ طعن کرنے کا موقع نہ ملے کہ انہوں نے قریش کی مخالفت میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کا قبلہ بھی چھوڑ دیا باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اولاد میں ہیں اور ان کی عظمت و بزرگی مانتے بھی ہیں۔ ف۲۷۴ اور براہِ عناد بیجا اعتراض کریں ف۲۷۵ یعنی سید عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ف۲۷۶ نجاستِ شرک وذُنوب سے۔ ف۲۷۷ حکمت سے مُفَسّرین نے فقہ مراد لی ہے۔ ف۲۷۸ ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: (۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بِالجوارح۔ ذکرِ لسانی: تسبیح، تقدیس، ثناوغیرہ بیان کرنا ہے، خطبہ، توبہ، اِستغفار، دعاوغیرہ اس میں داخل ہیں۔ ذکرِ قلبی: اللہ تعالٰی کی نعمتوں کا یاد کرنا، اس کی عظمت و کِبریائی اور اس کے دلائلِ قدرت میں غور کرنا، علماء کا اِستنباط، مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ ذکرِ بِالجوارح: یہ ہے کہ اعضا طاعتِ الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا یہ ذکرِ بِالجوارح میں داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح و تکبیر ثناء و قراءت تو ذکرِ لسانی ہے، اور خُشوع و خُضوع اخلاص ذکرِ قلبی، اور قیام رکوع و سجود وغیرہ ذکرِ بالجوارح ہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالٰی فرماتا ہے: تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا۔ صَحِیحَین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر

www.dawateislami.net

اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَا

والو صبر اور نماز سے مدد چاہو ف۲۷۹ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جو

تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا

خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ف۲۸۰ بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں

تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ

خبر نہیں ف۲۸۱ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے ف۲۸۲ اور کچھ

الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَاۤ

مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ف۲۸۳ اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر

اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ

کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ف۲۸۴ یہ لوگ ہیں

طرح کے ذکر کو شامل ہیں ذکر بِالجَہر (بلند آواز سے ذکر کرنے) کو بھی اور بِالِاخفاء کو بھی۔ **ف۲۷۹** حدیث شریف میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت مُہم پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے اور نماز سے مدد چاہنے میں نمازِ اِستسقاء و صلوٰۃِ حاجت داخل ہے۔ **ف۲۸۰ شانِ نزول:** یہ آیت شُہداءِ بدر کے حق میں نازل ہوئی۔ لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا وہ دُنیوی آسائش سے محروم ہو گیا! ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ **ف۲۸۱** موت کے بعد ہی اللّٰہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے، ان کی اَرواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں، انہیں راحتیں دی جاتی ہیں، ان کے عمل جاری رہتے ہیں، اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالِب (روپ) میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ **مسئلہ:** اللّٰہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی نعمتیں ملتی ہیں۔ شہید وہ مسلمان مُکلف طاہر ہے جو تیز ہتھیار سے ظلماً مارا گیا ہو اور اس کے قتل سے مال بھی واجب نہ ہوا ہو، یا معرِکۂ جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی۔ اس پر دنیا میں یہ احکام ہیں کہ نہ اس کو غسل دیا جائے، نہ کفن اپنے کپڑوں میں ہی رکھا جائے، اسی طرح اس پر نماز پڑھی جائے، اسی حالت میں دفن کیا جائے۔ آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے۔ بعض شہداء وہ ہیں کہ ان پر دنیا کے یہ احکام تو جاری نہیں ہوتے لیکن آخرت میں ان کے لیے شہادت کا درجہ ہے جیسے ڈوب کر یا جل کر، یا دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا، طلبِ علم، سفرِ حج، غرض راہِ خدا میں مرنے والا، اور نِفاس میں مرنے والی عورت، اور پیٹ کے مرض اور طاعون اور ذاتُ الجَنب اور سِل (پسلی کے درد اور پھیپڑوں کی بیماری و پرانے بخار) میں، اور جمعہ کے روز مرنے والے وغیرہ۔ **ف۲۸۲** آزمائش سے فرمانبردار و نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے۔ **ف۲۸۳** امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خوف سے اللّٰہ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے اَمراض کے ذریعہ موتیں ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اس لیے کہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے اللّٰہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یارب! پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ عرض کرتے ہیں ہاں یارب! فرماتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" پڑھا! فرماتا ہے: اس کے لیے جنت میں مکان بناؤ اور اس کا نام "بَیْتُ الْحَمْد" رکھو۔ **حکمت:** مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو وقتِ مصیبت صبر آسان ہو جاتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بَلا و مصیبت کے وقت صابر و شاکر اور اِستقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اس کی طرف رغبت ہو۔ ایک یہ کہ آنے والی مصیبت کی قبلِ وُقوع اطلاع غیبی خبر اور نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلاء (مصیبت میں مبتلا ہونے) کی خبر سے اکھڑ جائیں اور مومن و منافق میں اِمتیاز ہو جائے۔ **ف۲۸۴** حدیث شریف میں ہے کہ وقتِ مصیبت کے "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ"

عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ ۟ وَاُولٰٓٮِٕكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ

جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں بے شک

الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآٮِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَيۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ فَلَا

صفا اور مروہ ۲۸۵ اللّٰہ کے نشانوں سے ہیں ۲۸۶ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ

جُنَاحَ عَلَيۡهِ اَنۡ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ

گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے ۲۸۷ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللّٰہ نیکی کا صلہ دینے والا

عَلِيۡمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡتُمُوۡنَ مَآ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ وَالۡهُدٰى مِنۡۢ

خبردار ہے بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں ۲۸۸

بَعۡدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الۡكِتٰبِ ۙ اُولٰٓٮِٕكَ يَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلۡعَنُهُمُ

بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللّٰہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں

پڑھنا رحمتِ الٰہی کا سبب ہوتا ہے، یہ بھی حدیث میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللّٰہ تعالیٰ کفارۂ گناہ بناتا ہے۔ ۲۸۵ صفا و مروہ مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ مُعَظَّمہ کے مقابل جانبِ شَرق واقع ہیں، مَروہ شمال کی طرف مائل، اور صفا جنوب کی طرف جبلِ اَبی قُبَیس کے دامن میں ہے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہِ زمزم ہے بحکمِ الٰہی سکونت اختیار فرمائی، اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی نہ خورد و نوش کا کوئی سامان رضائے الٰہی کے لئے ان مقبول بندوں نے صبر کیا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہت خُرد سال (کم عمر) تھے تشنگی سے جب ان کی جاں بلبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بیتاب ہو کر کوہِ صَفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اُتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مَروہ تک پہنچیں اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللّٰہ تعالیٰ نے "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ" کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ "زمزم" نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اِتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبولِ بارگاہ کیا اور ان دونوں کو محلِ اِجابتِ دعا بنایا۔ ۲۸۶ "شَعَآئِرِ اللّٰه" سے دین کے اَعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ، عرفات، مُزدلفہ، جمارِ ثَلٰثہ، صفا، مَروہ، منٰی، مساجد۔ یا اَزْمِنہ جیسے رمضان، اَشْہُرِ حرام، عیدِ فطر و اَضحیٰ، جمعہ، ایامِ تشریق۔ یا دوسرے علامات جیسے اذان، اقامت، نمازِ باجماعت، نمازِ جمعہ، نمازِ عیدین، ختنہ یہ سب شَعائرِ دین ہیں۔ ۲۸۷ شانِ نزول: زمانۂ جاہلیت میں صفا و مَروہ پر دو بُت رکھے تھے صفا پر جو بُت تھا اس کا نام اَساف اور جو مَروہ پر تھا اس کا نام نائلہ تھا کفار جب صفا و مَروہ کے درمیان سَعی کرتے تو اِن بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے، عہدِ اسلام میں بت تو توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مُشرکانہ فعل کرتے تھے اس لئے مسلمانوں کو صفا و مَروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے۔ اس آیت میں ان کا اطمینان فرما دیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادتِ الٰہی کی ہے تمہیں اندیشۂ مشابہت نہیں! اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانۂ جاہلیت میں کفار نے بت رکھے تھے، اب عہدِ اسلام میں بُت اُٹھا دیئے گئے اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ شعائرِ دین میں سے رہا اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مَروہ کے شعائرِ دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔ **مسئلہ:** سعی (یعنی صفا و مَروہ کے درمیان دوڑنا) واجب ہے حدیث سے ثابت ہے سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اس پر مُداوَمت فرمائی ہے، اس کے ترک سے دَم دینا یعنی قربانی واجب ہوتی ہے۔ **مسئلہ:** صفا و مَروہ کے درمیان سعی حج و عمرہ دونوں میں لازم ہے۔ فرق یہ ہے کہ حج کے اندر عرفات میں جانا اور وہاں سے طوافِ کعبہ کے لئے آنا شرط ہے، اور عمرہ کے لئے عرفات میں جانا شرط نہیں۔ **مسئلہ:** عمرہ کرنے والا اگر بیرونِ مکہ سے آئے اس کو براہِ راست مکہ مکرمہ میں آ کر طواف کرنا چاہئے اور اگر مکہ کا ساکن (رہنے والا) ہو تو اس کو چاہئے کہ حرم سے باہر جائے وہاں سے طوافِ کعبہ کا اِحرام باندھ کر آئے۔ حج و عمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ حج سال میں ایک ہی مرتبہ ہوسکتا ہے کیونکہ عرفات میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو جانا جو حج میں شرط ہے سال میں ایک ہی مرتبہ ممکن ہے اور عمرہ ہر دن ہوسکتا ہے اس کے لئے کوئی وقت مُعَیَّن نہیں۔ ۲۸۸ یہ آیت ان علماءِ یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور آیتِ رَجْم اور توریت کے دوسرے احکام کو چھپایا کرتے تھے۔

اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓىِٕكَ اَتُوْبُ

کی لعنت ف۲۸۹ مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں (اصلاح کریں) اور ظاہر کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول

عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ

فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر

كُفَّارٌ اُولٰٓىِٕكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾

ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ف۲۹۰

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع اِنَّ فِیْ خَلْقِ

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے ف۲۹۱ اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان بے شک

ع ۱۹ ۱۱ ۳

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ

آسمانوں ف۲۹۲ اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ

مسئلہ: علومِ دین کا اظہار فرض ہے۔ ف۲۸۹ لعنت کرنے والوں سے ملائکہ ومومنین مراد ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اللّٰہ کے تمام بندے مراد ہیں۔ ف۲۹۰ مومن تو کافروں پر لعنت کریں گے ہی، کافر بھی روزِ قیامت باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ مسئلہ: اس آیت میں ان پر لعنت فرمائی گئی جو کفر پر مرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کی موت کفر پر معلوم ہو اس پر لعنت کرنی جائز ہے۔ مسئلہ: گنہگار مسلمان پر بِالتَّعْیِیْن (اس کا نام لے کر) لعنت کرنا جائز نہیں لیکن عَلَی الْاِطلاق جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں چور اَور سود خوار وغیرہ پر لعنت آئی ہے۔ ف۲۹۱ شانِ نزول: کفار نے سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمائیے! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتا دیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے، نہ وہ مُتَجَزِّی ہوتا ہے نہ مُنْقَسِم، نہ اس کے لیے مثل نہ نظیر، اُلُوہیت و رَبُوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اس کا قَسِیم (شریک) نہیں، اپنے صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شَبِیہ نہیں۔ ابوداود و ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کا اسمِ اَعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک یہی آیت "وَاِلٰـهُكُمْ" دوسری "الٓمّٓ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ"... الآیہ۔ ف۲۹۲ کعبہ مُعَظَّمہ کے گرد مشرکین کے تین سو ساٹھ بت تھے جنہیں وہ معبود اِعتقاد کرتے تھے انہیں یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس لیے انہوں نے حضور سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے ایسی آیت طلب کی جس سے وَحدانیت پر اِستدلال صحیح ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں یہ بتایا گیا کہ آسمان اور اس کی بلندی اور اس کا بغیر کسی ستون اور علاقہ کے قائم رہنا اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے آفتاب مہتاب ستارے وغیرہ یہ تمام، اور زمین اور اس کی درازی اور پانی پر مَفْرُوش (بچھا ہوا) ہونا، اور پہاڑ دریا چشمے، مَعادِن جواہر درخت سبزہ پھل، اور شب و روز کا آنا جانا گھٹنا بڑھنا، کشتیاں اور ان کا مُسَخَّر ہونا باوجود بہت سے وزن اور بوجھ کے روئے آب (پانی کی سطح) پر رہنا اور آدمیوں کا ان میں سوار ہو کر دریا کے عجائب دیکھنا اور تجارتوں میں ان سے بار برداری (وزن اٹھانے) کا کام لینا، اور بارش اور اس سے خشک و مردہ ہو جانے کے بعد زمین کا سرسبز و شاداب کرنا اور تازہ زندگی عطا فرمانا، اور زمین کو اَنواع و اَقسام کے جانوروں سے بھر دینا جن میں بے شمار عجائبِ حکمت وَدِیعت (رکھے ہوئے) ہیں، اسی طرح ہواؤں کی گردش اور ان کے خواص اور ہوا کے عجائبات، اور اَبر (بادل) اور اس کا اتنے کثیر پانی کے ساتھ آسمان و زمین کے درمیان مُعلَّق رہنا، یہ آٹھ اَنواع ہیں جو حضرت قادر مختار کے علم و حکمت اور اس کی وَحدانیت پر بُرہانِ قوی (مضبوط دلائل) ہیں اور ان کی دلالت وحدانیت پر بیشمار وجوہ سے ہے۔ اِجمالی بیان یہ ہے کہ یہ سب اُمور ممکنہ ہیں اور ان کا وجود بہت سے مختلف

فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللّٰہ نے آسمان سے پانی اتار کر

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ

مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور

تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ

ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں اور کچھ لوگ اللّٰہ کے سوا اور معبود بنا

اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ

لیتے ہیں کہ انہیں اللّٰہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللّٰہ کے برابر کسی کی محبت نہیں اور کیسی ہو اگر

يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ

دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اس لیے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس لیے کہ

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا

اللّٰہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے ف۲۹۳

طریقوں سے ممکن تھا مگر وہ مخصوص شان سے وجود میں آئے یہ دلالت کرتا ہے کہ ضرور ان کے لیے مُوجِد ہے قادر وحکیم جو بمُقتَضائے حکمت ومَشِیَّت جیسا چاہتا ہے بناتا ہے کسی کو دَخل واِعتراض کی مجال نہیں۔ وہ معبود بالیقین واحِد ویکتا ہے کیونکہ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی فرض کیا جائے تو اس کو بھی ان مقدُورات پر قادر ماننا پڑے گا! اب دو حال سے خالی نہیں یا تو اِیجاد وتاثیر میں دونوں متفِقُ الاِرادہ ہوں گے یا نہ ہوں گے اگر ہوں تو ایک ہی شے کے وجود میں دو مؤثِّروں کا تاثیر کرنا لازم آئے گا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ مُستَلزِم ہے مَعلول کے دونوں سے مستغنی ہونے کو اور دونوں کی طرف مُفتَقِر ہونے کو۔ کیونکہ علّت جب مُستَقِلَّہ ہو تو معلول صرف اسی کی طرف محتاج ہوتا ہے دوسرے کی طرف محتاج نہیں ہوتا، اور دونوں کو علّتِ مُستَقِلَّہ فرض کیا گیا ہے تو لازم آئے گا کہ معلول دونوں میں سے ہر ایک کی طرف محتاج ہو اور ہر ایک سے غنی ہو تو نَقِیضَین مجتمع ہوگئیں اور یہ محال ہے۔ اور اگر یہ فرض کرو کہ تاثیر ان میں سے ایک کی ہے تو تَرجیح بلا مُرَجِّح لازم آئے گی اور دوسرے کا عجز لازم آئے گا جو اِلٰہ ہونے کے مُنافی ہے۔ اور اگر یہ فرض کرو کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے ہیں تو تَمانُع وتَطارُد لازم آئے گا کہ ایک کسی شے کے وجود کا ارادہ کرے اور دوسرا اسی حال میں اس کے عدم کا تو وہ شے ایک ہی حال میں موجود ومعدُوم دونوں ہوگی یا دونوں نہ ہوگی یہ دونوں تقدیریں باطل ہیں تو ضرور ہے کہ یا موجود گی ہوگی یا معدُوم ایک ہی بات ہوگی، اگر موجود ہوئی تو عدم کا چاہنے والا عاجز ہوا اِلٰہ نہ رہا اور اگر معدُوم ہوئی تو وجود کا ارادہ کرنے والا مجبور رہا اِلٰہ نہ رہا! ثابت ہوگیا کہ اِلٰہ ایک ہی ہوسکتا ہے اور یہ تمام اَنواع بے نہایت وُجوہ سے اس کی توحید پر دلالت کرتے ہیں۔ ف۲۹۳ یہ روزِ قیامت کا بیان ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنہوں نے انہیں کفر کی ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہوں گے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھ کر ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں گے۔

وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا

اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی ان کی سب ڈوریں و۲۹۴ اور کہیں گے پیرو

لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ

کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے توڑ دیتے (جدا ہوجاتے) جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا

اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ ع يٰۤاَيُّهَا

ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر و۲۹۵ اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں اے

ع ۴ ۲۰

النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں و۲۹۶ حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٨﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ

بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ

تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ

اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے پر

اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا

چلو و۲۹۷ تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ

يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٧٠﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ

کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت و۲۹۸ اور کافروں کی کہاوت اس کی سی ہے جو

و۲۹۴ یعنی وہ تمام تعلقات جو دنیا میں ان کے مابَین تھے خواہ وہ دوستیاں ہوں یا رشتہ داریاں، یا باہمی مُوافقت کے عہد۔ و۲۹۵ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال ان کے سامنے کرے گا تو انہیں نہایت حسرت ہوگی کہ انہوں نے یہ کام کیوں کئے تھے، ایک قول یہ ہے کہ جنت کے مقامات دکھا کر ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے تو یہ تمہارے لیے تھے، پھر وہ مَساکن ومَنازِل مومنین کو دیئے جائیں گے اس پر انہیں حسرت وندامت ہوگی۔ و۲۹۶ یہ آیت ان اشخاص کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے بحِار (زمانۂ جاہلیت کے نامزد مخصوص جانوروں) وغیرہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اس کی رَزّاقیت سے بغاوت ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو مال میں اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہوں وہ ان کے لیے حلال ہے، اور اسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا، پھر ان کے پاس شَیاطین آئے اور انہوں نے دین سے بہکایا اور جو میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا اس کو حرام ٹھہرایا۔ ایک اور حدیث میں ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے یہ آیت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تو حضرت سعد بن اَبی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارَسُول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مُستَجَابُ الدَّعوَات کر دے! حضور نے فرمایا: اے سعد اپنی خوراک پاک کرو مُستَجَابُ الدَّعوَات ہو جاؤ گے! اس ذات پاک کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک قبولیت سے محرومی رہتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) و۲۹۷ توحید و قرآن پر ایمان لاؤ اور پاک چیزوں کو حلال جانو جنہیں اللہ نے حلال کیا۔ و۲۹۸ جب باپ دادا

يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا

پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے ف۲۹۹ بہرے گونگے اندھے تو انہیں

يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ

سمجھ نہیں ف۳۰۰ اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور

اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف۳۰۱ اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار ف۳۰۲

وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

اور خون ف۳۰۳ اور سور کا گوشت ف۳۰۴ اور وہ جانور جو غیرِ خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ف۳۰۵ تو جو ناچار ہو ف۳۰۶ نہ یوں کہ

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ جو

يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ

چھپاتے ہیں ف۳۰۷ اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں ف۳۰۸

دین کے اُمور کو نہ سمجھتے ہوں اور راہِ راست پر نہ ہوں تو ان کی پیروی کرنا حماقت و گمراہی ہے۔ ف۲۹۹ یعنی جس طرح چوپائے چرانے والے کی صرف آواز ہی سنتے ہیں کلام کے معنی نہیں سمجھتے یہی حال ان کفار کا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدائے مبارک کو سنتے ہیں لیکن اس کے معنی دلنشین کر کے ارشادِ فیض بنیاد سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ف۳۰۰ یہ اس لیے کہ وہ حق بات سن کر مُنتفِع نہ ہوئے کلامِ حق ان کی زبان پر جاری نہ ہوا، نصیحتوں سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا۔ ف۳۰۱ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر واجب ہے۔ ف۳۰۲ جو حلال جانور بغیر ذبح کیے مر جائے یا اس کو طریقِ شرع کے خلاف مارا گیا ہو مثلاً گلا گھونٹ کر، یا لاٹھی پتھر ڈھیلے غُلّے گولی سے مار کر ہلاک کیا گیا ہو، یا وہ گر کر مر گیا ہو، یا کسی جانور نے سینگ سے مارا ہو، یا کسی درندے نے ہلاک کیا ہو اس کو مردار کہتے ہیں اور اسی کے حکم میں داخل ہے زندہ جانور کا وہ عُضو جو کاٹ لیا گیا ہو۔ مسئلہ: مردار جانور کا کھانا حرام ہے مگر اس کا پکا ہوا چمڑہ کام میں لانا اور اس کے بال، سینگ، ہڈی، پٹھے، سُم (کھر) سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی) ف۳۰۳ مسئلہ: خون ہر جانور کا حرام ہے اگر بہنے والا ہو دوسری آیت میں فرمایا: "اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا"۔ ف۳۰۴ مسئلہ: خنزیر نجس العَین (بالکل ناپاک) ہے اس کا گوشت، پوست، بال، ناخن وغیرہ تمام اَجزاء نجس و حرام ہیں کسی کو کام میں لانا جائز نہیں۔ چونکہ اوپر سے کھانے کا بیان ہو رہا ہے اس لیے یہاں گوشت کے ذکر پر اِکتفا فرمایا گیا۔ ف۳۰۵ مسئلہ: جس جانور پر وقتِ ذبح غیرِ خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر (مثلاً: بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰه) وہ حرام ہے۔ مسئلہ: اور اگر نامِ خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا (مثلاً: بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه) تو مکروہ ہے۔ مسئلہ: اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ، یا جس کی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا، یا جن اولیاء کے لیے ایصالِ ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تفسیر احمدی) ف۳۰۶ "مُضْطَر" (ناچار) وہ ہے جو حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو اور اس کو نہ کھانے سے خوفِ جان ہو خواہ شدت کی بھوک یا ناداری کی وجہ سے جان پر بن جائے اور کوئی حلال چیز ہاتھ نہ آئے، یا کوئی شخص حرام کھانے پر جبر کرتا ہو اور اس سے جان کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں جان بچانے کے لیے حرام چیز کا قدرِ ضرورت یعنی اتنا کھا لینا جائز ہے کہ خوفِ ہلاکت نہ رہے۔ ف۳۰۷ شانِ نزول: یہود کے علماء و رُؤساء جو امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے مَبعُوث ہوں گے جب انہوں نے دیکھا کہ سیدِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قوم میں سے مبعوث فرمائے گئے تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ توریت و انجیل میں حضور کے اوصاف دیکھ کر آپ

أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں ف۳۰۹ اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا

وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے

بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ

گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار (برداشت) ہے یہ

بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ

اس لیے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے ف۳۱۰ وہ ضرور

شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ ع لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف

ع ٢١ ۵

وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

کرو ف۳۱۱ ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اور کتاب اور پیغمبروں پر ف۳۱۲ اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور

کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑیں گے اور ان کے نذرانے ہدیئے تحفے تحائف سب بند ہو جائیں گے حکومت جاتی رہے گی! اس خیال سے انہیں حسد پیدا ہوا اور توریت وانجیل میں جو حضور کی نعت وصفت اور آپ کے وقتِ نبوت کا بیان تھا انہوں نے اس کو چھپایا اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ **مسئلہ:** چھپانا یہ بھی ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مُطّلع نہ ہونے دیا جائے نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے نہ دکھایا جائے، اور یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں کر کے معنی بدلنے کی کوشش کی جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے۔ **ف۳۰۸** یعنی دنیا کے حقیر نفع کے لیے اِخفاءِ حق کرتے ہیں۔ **ف۳۰۹** کیونکہ یہ رشوتیں اور یہ مالِ حرام جو حق پوشی کے عوض انہوں نے لیا ہے انہیں آتشِ جہنّم میں پہنچائے گا۔ **ف۳۱۰ شانِ نزول:** یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے توریت میں اختلاف کیا بعض نے اس کو حق کہا، بعض نے باطل، بعض نے غلط تاویلیں کیں، بعض نے تحریفیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی! اس صورت میں کتاب سے قرآن مراد ہے، اور ان کا اِختلاف یہ ہے کہ بعض ان میں سے اس کو شعر کہتے تھے، بعض سحر، بعض کہانت۔ **ف۳۱۱ شانِ نزول:** یہ آیت یہود ونصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ یہود نے بیتُ المَقدِس کے مشرق کو اور نصاریٰ نے اس کے مغرب کو قبلہ بنا رکھا تھا، اور ہر فریق کا گمان تھا کہ صرف اس قبلہ ہی کی طرف منہ کرنا کافی ہے اس آیت میں ان کا رد فرما دیا گیا کہ بیتُ المَقدِس کا قبلہ ہونا منسوخ ہو گیا۔ (مدارک) مُفَسِّرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب اہلِ کتاب اور مومنین سب کو عام ہے اور معنی یہ ہیں کہ صرف رُو بَقِبلہ ہونا اصل نیکی نہیں جب تک عقائد درست نہ ہوں اور دل اِخلاص کے ساتھ ربِ قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔ **ف۳۱۲** اس آیت میں نیکی کے چھ طریقے ارشاد فرمائے (۱) ایمان لانا (۲) مال دینا (۳) نماز قائم کرنا (۴) زکوٰۃ دینا (۵) عہد پورا کرنا (۶) صبر کرنا۔ ایمان کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے کہ وہ حَیّ و قَیُّوم، علیم، حکیم، سمیع، بصیر، غنی، قدیر، اَزَلی، اَبَدی، واحد، لَاشَرِیْکَ لَهٗ ہے۔ دوسرے قیامت پر ایمان لائے کہ وہ حق ہے اس میں بندوں کا حساب ہوگا، اعمال کی جزا دی جائے گی، مقبولانِ حق شفاعت کریں گے، سیّدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم سعادت مندوں کو حوضِ کوثر پر سیراب فرمائیں گے، پلِ صراط پر گزر ہوگا، اور اس روز کے تمام احوال جو قرآن میں آئے یا سیدِ انبیاء نے بیان فرمائے سب حق ہیں۔ تیسرے فرشتوں پر

الْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں ف۳۱۳ اور نماز قائم رکھے

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي

اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے

الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ

مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

یہی پرہیزگار ہیں اے ایمان والو تم پر فرض ہے ف۳۱۴ کہ جو ناحق مارے جائیں

الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى

ان کے خون کا بدلہ لو ف۳۱۵ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے

بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ

بدلے عورت ف۳۱۶ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی ف۳۱۷ تو بھلائی سے تقاضا ہو اور

ایمان لائے کہ وہ اللّٰہ کی مخلوق اور فرمانبردار بندے ہیں، نہ مرد ہیں نہ عورت ان کی تعداد اللّٰہ جانتا ہے، چار اُن میں سے بہت مُقرّب ہیں جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیھم السلام۔ چوتھے کتبِ الٰہیہ پر ایمان لانا کہ جو کتاب اللّٰہ تعالیٰ نے نازل فرمائی حق ہے، ان میں چار بڑی کتابیں ہیں (۱) توریت جو حضرت موسیٰ پر (۲) انجیل جو حضرت عیسیٰ پر (۳) زبور حضرت داود پر (۴) قرآن حضرت محمد مصطفےٰ پر نازل ہوئیں، اور پچاس صحیفے حضرت شیث پر، تیس حضرت ادریس پر، دس حضرت آدم پر، دس حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے۔ علیھم الصلوٰۃ والسلام۔ پانچویں تمام انبیاء پر ایمان لانا کہ وہ سب اللّٰہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور معصوم یعنی گناہوں سے پاک ہیں، ان کی صحیح تعداد اللّٰہ جانتا ہے، ان میں سے تین سوتیرہ رسول ہیں۔ " نَبِيّٖنَ " بصیغہ جمع مذکر سالم ذکر فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ انبیاء مرد ہوتے ہیں کوئی عورت کبھی نبی نہیں ہوئی جیسا کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا... الآیہ سے ثابت ہے۔ ایمانِ مجمل یہ ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِجَمِيْعِ مَاجَآءَ بِهِ النَّبِيُّ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) یعنی میں اللّٰہ پر ایمان لایا اور ان تمام اُمور پر جو سید انبیاء صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰہ کے پاس سے لائے۔ (تفسیر احمدی) ف۳۱۳ ایمان کے بعد اعمال کا اور اس سلسلہ میں مال دینے کا بیان فرمایا، اس کے چھ مَصرَف ذکر کیے۔ گردنیں چھڑانے سے غلاموں کا آزاد کرنا مراد ہے، یہ سب مُستحب طور پر مال دینے کا بیان تھا۔ **مسئلہ:** اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ دینا بحالتِ تندرستی زیادہ اجر رکھتا ہے بہ نسبت اس کے کہ مرتے وقت زندگی سے مایوس ہو کر دے۔ (كَذَا فِيْ حَدِيْثٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ) **مسئلہ:** حدیث شریف میں ہے کہ رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو ثواب ہیں: ایک صدقہ کا، ایک صلۂ رحم کا۔ (نسائی شریف) ف۳۱۴ **شانِ نزول:** یہ آیت اوس و خزرج کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت تعداد، مال و شرف میں زیادہ تھا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو، اور ایک کے بدلے دو کو قتل کرے گا! زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدّی (زیادتی) کے عادی تھے، عہدِ اسلام میں یہ معاملہ حضور سیّدِ انبیاء صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اور عدل و مُساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے۔ قرآن کریم میں قِصاص (خون کے بدلہ لینے) کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے، اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کے مسئلہ ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار کیا چاہیں قصاص لیں یا عفو کریں۔ آیت کے اول میں قصاص کے وُجوب کا بیان ہے۔ ف۳۱۵ اس سے ہر قاتل بالعَمد (جان بوجھ کر قتل کرنے والے) پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو، مسلمان کو یا کافر کو، مرد کو یا عورت کو کیونکہ قَتْلٰی جو قَتِيْل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے، ہاں جس کو دلیلِ شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (احکام القرآن) ف۳۱۶ اس آیت میں بتایا گیا جو قتل کرے گا وہی قتل کیا

اِلَیۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰی

اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی

بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی

کرے ۳۱۸ اس کے لیے درد ناک عذاب ہے اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے

الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَیۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ

عقلمندو ۳۱۹ کہ تم کہیں بچو تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے

اِنۡ تَرَكَ خَیۡرَا ۖۚ الۡوَصِیَّةُ لِلۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ حَقًّا

اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے مُوافق دستور ۳۲۰ یہ واجب ہے

عَلَی الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ عَلَی الَّذِیۡنَ

پرہیزگاروں پر تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے ۳۲۱ اس کا گناہ انہیں بدلنے

یُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ

والوں پر ہے ۳۲۲ بے شک اللّٰہ سنتا جانتا ہے پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا

اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَیۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع یٰۤاَیُّهَا

گناہ کیا تو اس نے ان میں صلح کرا دی اس پر کچھ گناہ نہیں ۳۲۳ بے شک اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے اے

ع ۲۲ / ۶

جائے گا خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، اور اہلِ جاہلیت کا یہ طریقہ ظلم ہے جو ان میں رائج تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدلے دو کو قتل کرتے، غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے، عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے اور محض قاتل کے قتل پر اِکتفا نہ کرتے، اس کو منع فرمایا گیا۔ **ف۳۱۷** معنی یہ ہیں کہ جس قاتل کو ولیٔ مقتول کچھ معاف کریں اور اس کے ذمہ مال لازم کیا جائے اس پر اولیاءِ مقتول تقاضا کرنے میں نیک رَوِش اختیار کریں اور قاتل خوں بہا خوش مُعاملگی کے ساتھ ادا کرے اس میں صلح بر مال (مال پر صلح کرنے) کا بیان ہے۔ (تفسیر احمدی) **مسئلہ:** ولیٔ مقتول کو اختیار ہے کہ خواہ قاتل کو بے عوض معاف کرے یا مال پر صلح کرے، اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص چاہے تو قصاص ہی فرض رہے گا۔ (جمل) **مسئلہ:** اگر مقتول کے تمام اَولیاء قصاص معاف کر دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہیں رہتا۔ **مسئلہ:** اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مال واجب ہوتا ہے۔ (تفسیر احمدی) **مسئلہ:** ولیٔ مقتول کو قاتل کا بھائی فرمانے میں دلالت ہے اس پر کہ قتل اگرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے اُخُوَّتِ ایمانی قطع نہیں ہوتی، اس میں خَوارج کا اِبطال ہے جو مُرتکِبِ کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔ **ف۳۱۸** یعنی بدستورِ جاہلیت غیر قاتل کو قتل کرے، یا دیت قبول کرنے اور معاف کرنے کے بعد قتل کرے **ف۳۱۹** کیونکہ قصاص مقرر ہونے سے لوگ قتل سے باز رہیں گے اور جانیں بچیں گی۔ **ف۳۲۰** یعنی موافق دستورِ شریعت کے عدل کرے اور ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہ کرے، اور محتاجوں پر مالداروں کو ترجیح نہ دے۔ **مسئلہ:** ابتدائے اسلام میں یہ وصیت فرض تھی، جب میراث کے احکام نازل ہوئے منسوخ کی گئی، اب غیر وارث کے لیے تہائی سے کم میں وصیت کرنا مُستحب ہے بشرطیکہ وارث محتاج نہ ہوں یا ترکہ ملنے پر محتاج نہ رہیں، ورنہ ترکہ وصیت سے افضل ہے۔ (تفسیر احمدی) **ف۳۲۱** خواہ وصی ہو یا ولی یا شاہد۔ اور وہ تبدیل کتابت میں کرے یا تقسیم میں یا ادائے شہادت میں، اگر وہ وصیّت مُوافقِ شرع ہے تو بدلنے والا گنہگار ہے۔ **ف۳۲۲** اور دوسرے خواہ وہ مُوصی ہوں یا مُوصیٰ لہٗ بری ہیں۔ **ف۳۲۳** معنی یہ ہیں کہ وارث، یا وصی، یا امام، یا قاضی جس کو بھی مُوصی کی طرف سے ناانصافی یا ناحق کارروائی کا اندیشہ ہو وہ اگر موصیٰ لہٗ یا وارثوں میں شرع کے موافق

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

ایمان والو ف۳۲۴ تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے ف۳۲۵ گنتی کے دن ہیں ف۳۲۶ تو تم میں جو کوئی

مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ

بیمار یا سفر میں ہو ف۳۲۷ تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ

وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا ف۳۲۸ پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے ف۳۲۹ تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور

تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ

روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو ف۳۳۰ رمضان کا مہینہ جس میں

فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ

قرآن اترا ف۳۳۱ لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی

صلح کرادے تو گنہگار نہیں کیونکہ اس نے حق کی حمایت کے لیے باطل کو بدلا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو وقتِ وصیت دیکھے کہ موصی حق سے تجاوُز کرتا اور خلافِ شرع طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کو روک دے اور حق و انصاف کا حکم کرے۔ ف۳۲۴ اس آیت میں روزوں کی فرضیّت کا بیان ہے۔ روزہ شرع میں اس کا نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض و نفاس سے خالی عورت صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک بہ نیتِ عبادت خورد و نوش و مُجامَعت (کھانا پینا اور جماع کرنا) ترک کرے۔ (عالمگیری وغیرہ) رمضان کے روزے ۱۰ شعبان ۲ھ کو فرض کیے گئے۔ (درمختار و خازن) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادتِ قدیمہ ہیں زمانۂ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے اگرچہ اَیّام و اَحکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے۔ ف۳۲۵ اور تم گناہوں سے بچو۔ کیونکہ یہ کسرِ نفس کا سبب اور متقین کا شِعار ہے۔ ف۳۲۶ یعنی صرف رمضان کا ایک مہینہ۔ ف۳۲۷ سفر سے وہ مراد ہے جس کی مَسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض و مسافر کو رخصت دی کہ اگر اس کو رمضان مبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو، یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ مرض و سفر کے اَیّام میں اِفطار کرے اور بجائے اس کے اَیّامِ مَنہیَّہ کے سوا اور دنوں میں اس کی قضا کرے، اَیّامِ مَنہیَّہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز نہیں دونوں عیدیں اور ذی الحجہ کی گیارھویں، بارھویں، تیرھویں تاریخیں۔ مسئلہ: مریض کو محض وہم پر روزے کا افطار جائز نہیں جب تک دلیل یا تجربہ یا غیر ظاہرُ الفِسق طبیب کی خبر سے اس کا غلبۂ ظَن حاصل نہ ہو کہ روزہ مرض کے طول یا زیادتی کا سبب ہوگا۔ مسئلہ: جو بالفعل بیمار نہ ہو لیکن مسلمان طبیب یہ کہے کہ وہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے گا وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔ مسئلہ: حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی اِفطار جائز ہے۔ مسئلہ: جس مسافر نے طلوعِ فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو تو روزے کا افطار جائز ہے لیکن جس نے بعد طلوع سفر کیا اس کو اس دن کا افطار جائز نہیں۔ ف۳۲۸ مسئلہ: جس بوڑھے مرد یا عورت کو پیرانہ سالی (بڑھاپے) کے ضُعف سے روزہ رکھنے کی قدرت نہ رہے اور آئندہ قوت حاصل ہونے کی امید بھی نہ ہو اس کو شیخِ فانی کہتے ہیں اس کے لیے جائز ہے کہ افطار کرے اور ہر روزے کے بدلے نِصف صاع یعنی ایک سو پچھتر روپیہ اور ایک اٹھنی بھر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا اس سے دونے جَو یا اس کی قیمت بطورِ فدیہ دے۔ مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آ گئی تو روزہ واجب ہوگا۔ مسئلہ: اگر شیخِ فانی نادار ہو اور فدیہ دینے کی قدرت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرے اور اپنے عَفوِ تقصیر (کوتاہی کی بخشش) کی دعا کرتا رہے۔ ف۳۲۹ یعنی فدیہ کی مقدار سے زیادہ دے ف۳۳۰ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ مسافر و مریض کو افطار کی اجازت ہے لیکن زیادہ بہتر و افضل روزہ رکھنا ہی ہے۔ ف۳۳۱ اس کے معنی میں مفسّرین کے چند اقوال ہیں:

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ

یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ

تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری

الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو ف۳۳۲ اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ

حق گزار ہو اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں ف۳۳۳ دعا قبول کرتا ہوں

دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ

پکارنے والے کی جب مجھے پکارے ف۳۳۴ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں

يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ

راہ پائیں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا ف۳۳۵ وہ

---

(۱) یہ کہ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا (۲) یہ کہ قرآن کریم کے نزول کی اِبتداء رمضان میں ہوئی (۳) یہ کہ قرآن کریم بِتَمامِہٖ رمضان مبارک کی شبِ قدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیتُ العزّت میں رہا، یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے یہاں سے وقتاً فوقتاً حسبِ اِقتضائے حکمت جتنا جتنا منظورِ الٰہی ہوا جبریل امین لاتے رہے، یہ نُزول تئیس سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔ ف۳۳۲ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے تو چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اگر ۲۹ رمضان کو چاند کی رویت نہ ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ ف۳۳۳ اس میں طالبانِ حق کی طلبِ مولیٰ کا بیان ہے جنہوں نے عشقِ الٰہی پر اپنے حَوائج کو قربان کر دیا وہ اسی کے طلبگار ہیں انہیں قرب و وِصال کے مژدہ سے شاد کام فرمایا۔ شانِ نزول: ایک جماعتِ صحابہ نے جذبۂ عشقِ الٰہی میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نویدِ قُرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالٰی مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دُور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور اللہ تعالٰی سب بندوں سے قریب ہے مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازلِ قُرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے مُیَسَّر آتی ہے۔ دوست نزدیک تر از مَن بمَن است۔ وین عجب تر کہ من ازوے دورم (دوست تو مجھ سے بھی زیادہ میرے قریب ہے۔ اور یہ عجب تر ہے کہ میں اس سے دور ہوں)۔ ف۳۳۴ ''دعا'' عرضِ حاجت ہے، اور اِجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر "لَبَّیکَ عَبدِی" فرماتا ہے۔ مُراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے وہ بھی کبھی اس کے کرم سے فی الفور ہوتی ہے کبھی بمقتضائے حکمت کسی تاخیر سے، کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے کبھی آخرت میں، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے، کبھی دعا کرنے والے میں صدق و اِخلاص وغیرہ شرائطِ قبول نہیں ہوتے اسی لیے اللہ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔ مسئلہ: ناجائز اَمر کی دعا کرنا جائز نہیں۔ دعا کے آداب میں سے ہے کہ حضورِ قلب کے ساتھ قبول کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی، ترمِذی کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثنا اور درود شریف پڑھے پھر دعا کرے۔ ف۳۳۵ شانِ نزول: شرائعِ سابقہ میں اِفطار کے بعد کھانا پینا مُجامَعت کرنا نمازِ عشاء تک حلال تھا بعد نمازِ عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو جاتی تھیں، یہ حکم زمانۂ اَقدس تک باقی تھا، بعض صحابہ سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مُباشَرت وقوع میں آئی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے

لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ

تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللّٰہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں

اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا

ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا ف۳۳۶ تو اب ان سے صحبت کرو ف۳۳۷ اور طلب کرو جو اللّٰہ نے

كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ

تمہارے نصیب میں لکھا ہو ف۳۳۸ اور کھاؤ اور پیو ف۳۳۹ یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا

مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا

سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر ف۳۴۰ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو ف۳۴۱ اور

تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا

عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو ف۳۴۲ یہ اللّٰہ کی حدیں ہیں ان کے

تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿١٨٧﴾ وَلَا

پاس نہ جاؤ اللّٰہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے اور

اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور درگاہِ رسالت میں عرضِ حال کیا اللّٰہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی، اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لیے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کیا گیا۔ ف۳۳۶ اس خیانت سے وہ مجامعت مراد ہے جو قبلِ اِباحت رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی تھی اس کی معافی کا بیان فرما کر ان کی تسکین فرما دی گئی۔ ف۳۳۷ یہ اَمر اِباحت کے لیے ہے کہ اب وہ مُمانعت اٹھا دی گئی اور لَیالیٔ رمضان (رمضان کی راتوں) میں مُباشرت مُباح کر دی گئی۔ ف۳۳۸ اس میں ہدایت ہے کہ مباشرت نسل و اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمان بڑھیں اور دین قوی ہو۔ مفسّرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ مباشرت مُوافقِ حکمِ شرع ہو جس محل میں جس طریقہ سے مباح فرمائی اس سے تجاوُز نہ ہو۔ (تفسیرِ احمدی) ایک قول یہ بھی ہے جو اللّٰہ نے لکھا اس کو طلب کرنے کے معنی ہیں رمضان کی راتوں میں کثرتِ عبادت اور بیدار رِہ کر شبِ قدر کی جستجو کرنا۔ ف۳۳۹ یہ آیت صِرمَہ بن قَیس کے حق میں نازل ہوئی آپ محنتی آدمی تھے ایک دن بَحالتِ روزہ دن بھر اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے بیوی سے کھانا مانگا وہ پکانے میں مصروف ہوئیں یہ تھکے تھے آنکھ لگ گئی جب کھانا تیار کر کے انہیں بیدار کیا انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس زمانہ میں سو جانے کے بعد روزہ دار پر کھانا پینا ممنوع ہو جاتا تھا اور اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا، ضُعف اِنتہا کو پہنچ گیا تھا دوپہر کو غشی آ گئی ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور رمضان کی راتوں میں ان کے سبب سے کھانا پینا مُباح فرمایا گیا جیسے کہ حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کی اِنابَت و رُجوع کے باعث قربت حلال ہوئی۔ ف۳۴۰ رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تَشبیہ دی گئی معنی یہ ہیں کہ تمہارے لیے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا۔ (تفسیرِ احمدی) **مسئلہ:** صبح صادق تک اجازت دینے میں اشارہ ہے کہ جَنابَت روزے کے مُنافی نہیں جس شخص کو بَحالتِ جنابت صبح ہوئی وہ غسل کر لے اس کا روزہ جائز ہے۔ (تفسیرِ احمدی) **مسئلہ:** اسی سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا کہ رمضان کے روزے کی نیت دن میں جائز ہے۔ ف۳۴۱ اس سے روزے کی آخر حد معلوم ہوتی ہے اور یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ بحالتِ روزہ خورد و نوش و مُجامَعت میں سے ہر ایک کے اِرتکاب سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ (مدارک) **مسئلہ:** علماء نے اس آیت کو صَومِ وِصال یعنی تہ کے روزے کے ممنوع ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ ف۳۴۲ اس میں بیان ہے کہ رمضان کی راتوں میں روزہ دار کے لیے جماع حلال ہے جبکہ وہ مُعتکِف نہ ہو۔ **مسئلہ:** اِعتکاف میں عورتوں سے قربت اور بوس و کنار حرام ہے۔ **مسئلہ:** مردوں کے اعتکاف کے لیے مسجد ضروری ہے۔ **مسئلہ:** معتکف کو مسجد میں کھانا پینا سونا جائز ہے۔

تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا

فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

کچھ مال ناجائز طور پر کھالو و۳۴۳ جان بوجھ کر تم سے نئے چاند

ع ۲۳ ۷

الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا

کو پوچھتے ہیں و۳۴۴ تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے و۳۴۵ اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ و۳۴۶ گھروں میں

الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ

پچھیت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں

اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سے آؤ و۳۴۷ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں لڑو و۳۴۸

مسئلہ: عورتوں کا اعتکاف ان کے گھروں میں جائز ہے۔ مسئلہ: اِعتکاف ہر ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں جماعت قائم ہو۔ مسئلہ: اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔ و۳۴۳ اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر یا چوری سے، یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے، یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغل خوری سے یہ سب ممنوع وحرام ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کے لیے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حُکّام تک لے جانا ناجائز وحرام ہے، اسی طرح اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لیے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے۔ جو حُکّام رس لوگ ہیں (یعنی جن کی پہنچ حکمرانوں تک ہے) وہ اس آیت کے حکم کو پیشِ نظر رکھیں، حدیث شریف میں مسلمانوں کے ضرر پہنچانے والے پر لعنت آئی ہے۔ و۳۴۴ شانِ نزول: یہ آیت حضرت مَعاذ بن جَبل اور ثَعلبَہ بن غَنْم اَنصاری کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم! چاند کا کیا حال ہے؟ ابتداء میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہو جاتا ہے، پھر گھٹنے لگتا ہے اور یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہو جاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا۔ اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں دریافت کرنا تھا۔ بعض مُفسّرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصود چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا۔ و۳۴۵ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فوائد بیان فرمائے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزارہا دینی ودنیاوی کام اس سے متعلق ہیں زراعت، تجارت لین دین کے معاملات، روزے اور عید کے اوقات، عورتوں کی عدتیں، حیض کے ایام، حمل اور دودھ پلانے کی مدتیں اور دودھ چھڑانے کے وقت، اور حج کے اَوقات اس سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اوّل میں جب چاند باریک ہوتا ہے تو دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ یہ ابتدائی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مہینے کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے اسی طرح ان کے مابَین اَیام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں، پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے۔ یہ وہ قدرتی جنتری ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے بھی سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔ و۳۴۶ شانِ نزول: زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لیے اِحرام باندھتے تو کسی مکان میں اس کے دروازے سے داخل نہ ہوتے، اگر ضرورت ہوتی تو پچھیت (مکان کی پچھلی دیوار) توڑ کر آتے اور اس کو نیکی جانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ و۳۴۷ خواہ حالتِ احرام ہو یا غیر اِحرام۔ و۳۴۸ ۶ھ میں حُدَیبِیَہ کا واقعہ پیش آیا اس سال سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم مدینہ طیّبہ سے بقصدِ عمرہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مشرکین نے حضور صلی اللّٰہ علیہ الہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا اور اس پر صلح ہوئی کہ آپ سالِ آئندہ تشریف لائیں تو آپ کے لیے تین روز مکہ مکرمہ خالی کر دیا جائے گا! چنانچہ اگلے سال ۷ھ میں حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم عمرۂ قضاء کے لیے تشریف لائے اب حضور کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی جماعت تھی مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار وفاءِ عہد نہ کریں گے اور حرمِ مکہ میں شَہرِ حرام یعنی ماہِ ذی القعدہ میں جنگ کریں

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

ان سے جو تم سے لڑتے ہیں ف۳۴۹ اور حد سے نہ بڑھو ف۳۵۰ اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو

وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ

اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو ف۳۵۱ اور انہیں نکال دو ف۳۵۲ جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا ف۳۵۳

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے ف۳۵۴ اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو

حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ

جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں ف۳۵۵ اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو ف۳۵۶ کافروں کی یہی

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰى

سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں ف۳۵۷ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ان سے لڑو یہاں تک کہ

لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي

کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں ف۳۵۸ تو زیادتی نہیں مگر

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ

ظالموں پر ماہِ حرام کے بدلے ماہِ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے ف۳۵۹

گے اور مسلمان بحالتِ احرام ہیں، اس حالت میں جنگ کرنا گراں ہے کیونکہ زمانۂ جاہلیت سے ابتدائے اسلام تک نہ حرم میں جنگ جائز تھی نہ ماہِ حرام میں نہ حالتِ احرام میں تو انہیں تردُّد ہوا کہ اس وقت جنگ کی اجازت ملتی ہے یا نہیں! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ف۳۴۹ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ جو کفار تم سے لڑیں یا جنگ کی ابتدا کریں تم ان سے دین کی حمایت اور اعزاز کے لیے لڑو! یہ حکم ابتداءِ اسلام میں تھا پھر منسوخ کیا گیا اور کفار سے قتال کرنا واجب ہوا خواہ وہ ابتدا کریں یا نہ کریں، یا یہ معنی ہیں کہ جو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ بات سارے ہی کفار میں ہے کیونکہ وہ سب دین کے مخالف اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، خواہ انہوں نے کسی وجہ سے جنگ نہ کی ہو لیکن موقع پانے پر چوکنے والے نہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو کافر میدان میں تمہارے مقابل آئیں اور تم سے لڑنے والے ہوں ان سے لڑو! اس صورت میں ضعیف، بوڑھے، بچے، مجنون، اپاہج، اندھے، بیمار، عورتیں وغیرہ جو جنگ کی قدرت نہیں رکھتے اس حکم میں داخل نہ ہوں گے ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ ف۳۵۰ جو جنگ کے قابل نہیں ان سے نہ لڑو، یا جن سے تم نے عہد کیا ہو، یا بغیر دعوت کے جنگ نہ کرو کیونکہ طریقۂ شرع یہ ہے کہ پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے اگر انکار کریں تو جزیہ طلب کیا جائے، اس سے بھی منکر ہوں تب جنگ کی جائے! اس معنی پر آیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں۔ (تفسیر احمدی) ف۳۵۱ خواہ حرم ہو یا غیر حرم ف۳۵۲ مکہ مکرمہ سے ف۳۵۳ سالِ گذشتہ۔ چنانچہ روزِ فتحِ مکہ جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا ان کے ساتھ یہی کیا گیا۔ ف۳۵۴ فساد سے شرک مراد ہے یا مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکنا۔ ف۳۵۵ کیونکہ یہ حُرمتِ حرم (حرم کی تعظیم) کے خلاف ہے۔ ف۳۵۶ کہ انہوں نے حرم شریف کی بے حرمتی کی۔ ف۳۵۷ قتل و شرک سے ف۳۵۸ کفر و باطل پرستی سے ف۳۵۹ جب گذشتہ سال ذی القعدہ ۶ھ میں مشرکینِ عرب نے ماہِ حرام کی حرمت و ادب کا لحاظ نہ رکھا اور تمہیں ادائے عمرہ سے روکا تو یہ بے حرمتی ان سے واقع ہوئی اور اس کے بدلے بتوفیقِ الٰہی ۷ھ کے ذی القعدہ میں تمہیں

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَیْكُمْ ۪

تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ

اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَ اَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ مع

کرو ف۳۶۰ اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو ف۳۶۱ اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ

اللہ کے محبوب ہیں اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو ف۳۶۲ پھر اگر تم روکے جاؤ ف۳۶۳ تو قربانی بھیجو

مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ؕ

جو مُیَسَّر آئے ف۳۶۴ اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے ف۳۶۵

موقع ملا کہ تم عمرۂ قضا کو ادا کرو۔ ف۳۶۰ اس سے تمام دینی امور میں طاعت و رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنا مراد ہے خواہ جہاد ہو یا اور نیکیاں۔ ف۳۶۱ راہِ خدا میں اِنفاق کا ترک بھی سببِ ہلاک ہے اور اِسرافِ بیجا بھی، اور اس طرح اور چیز بھی جو خطرہ و ہلاک کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے حتٰی کہ بے ہتھیار میدانِ جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا۔ مسئلہ: علماء نے اس سے یہ مسئلہ بھی اَخذ کیا ہے کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جائیں اگرچہ وہاں کے لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے۔ ف۳۶۲ اور ان دونوں کو ان کے فرائض و شرائط کے ساتھ خاص اللّٰہ کے لیے بے سستی و نقصان کامل کرو۔ حج نام ہے اِحرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبۂ مُعظّمہ کے طواف کا۔ اس کے لیے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ مسئلہ: حج بقولِ راجح ۹ھ میں فرض ہوا اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض یہ ہیں (۱) اِحرام (۲) عرفہ میں وُقوف (۳) طوافِ زیارت۔ حج کے واجبات (۱) مزدلفہ میں وقوف (۲) صفا و مَروہ کے درمیان سَعی (۳) رَمیٔ جمار (شَیاطین کو کنکریاں مارنا) اور (۴) آفاقی (مکہ کے باہر رہنے والے) کے لیے طوافِ رُجوع اور (۵) حلق یا تقصیر (سر کے بال مونڈنا یا چھوٹے کروانا)۔ عمرہ کے رُکن طواف و سَعی ہیں، اور اس کی شرط اِحرام و حلق ہے۔ حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں (۱) اِفراد بالحج: وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل، میقات سے یا اس سے پہلے حج کا اِحرام باندھے اور دل سے اس کی نیت کرے خواہ زبان سے تلبِیَہ کے وقت اس کا نام لے یا نہ لے۔ (۲) اِفراد بِالعمرہ: وہ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اَشہُرِ حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا اِحرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے خواہ وقتِ تلبِیَہ زبان سے اس کا ذکر کرے یا نہ کرے، اور اس کے لیے اشہرِ حج میں یا اس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج و عمرہ کے درمیان اِلمامِ صحیح کرے اس طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہو کر واپس ہو۔ (اِلمامِ صحیح یہ ہے کہ عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جائے۔) (۳) قِران: یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کو ایک احرام میں جمع کرے وہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے، اَشہُرِ حج میں یا اس سے قبل، اوّل سے حج و عمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقتِ تلبِیَہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے، پہلے عمرہ کے اَفعال ادا کرے پھر حج کے۔ (۴) تَمَتُّع: یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اَشہُرِ حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اَشہُرِ حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اس کے اَشہُرِ حج میں ہوں! اور حلال ہو کر حج کے لیے اِحرام باندھے اور اسی سال حج کرے، اور حج و عمرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ اِلمامِ صحیح نہ کرے۔ (مسکین و فتح) مسئلہ: اس آیت سے علماء نے قِران ثابت کیا ہے۔ ف۳۶۳ حج یا عمرہ سے۔ بعد شروع کرنے اور گھر سے نکلنے اور مُحرِم ہو جانے کے یعنی تمہیں کوئی مانع ادائے حج یا عمرہ سے پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض وغیرہ ایسی حالت میں تم اِحرام سے باہر آ جاؤ۔ ف۳۶۴ اونٹ یا گائے یا بکری اور یہ قربانی بھیجنا واجب ہے۔ ف۳۶۵ یعنی حرم میں جہاں اس کے ذبح کا حکم ہے۔ مسئلہ: یہ قربانی بیرونِ حرم نہیں ہو سکتی۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ

پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے و۳۶۶ تو بدلہ دے روزے و۳۶۷

اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۥ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ

یا خیرات و۳۶۸ یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے و۳۶۹

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى

اس پر قربانی ہے جیسی مُیَسَّر آئے و۳۷۰ پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں

الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ

رکھے و۳۷۱ اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس

يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو و۳۷۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ

ع ۲۴ ۸ ۸

اللہ کا عذاب سخت ہے حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے و۳۷۳ تو جو اُن میں حج کی نیت

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ

کرے و۳۷۴ تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا و۳۷۵ حج کے وقت تک اور تم جو بھلائی

و۳۶۶ جس سے وہ سر منڈانے کے لیے مجبور ہو اور سر منڈا لے و۳۶۷ تین دن کے و۳۶۸ چھ مسکینوں کا کھانا ہر مسکین کے لیے پونے دو سیر گیہوں۔ (دو کلو سے اسّی ۸۰ گرام کم۔ ''فتاوی اہلسنت غیر مطبوعہ باب المدینہ کراچی'') و۳۶۹ یعنی تمتُّع کرے و۳۷۰ یہ قربانی تمتُّع کی ہے حج کے شکر میں واجب ہوئی خواہ تمتُّع کرنے والا فقیر ہو، عیدِ اضحیٰ کی قربانی نہیں جو فقیر و مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔ و۳۷۱ یعنی یکم شوّال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا مُتفرّق کر کے، بہتر یہ ہے کہ ۷۔۸۔۹ ذی الحجہ کو رکھے۔ و۳۷۲ **مسئلہ:** اہلِ مکہ کے لیے نہ تمتُّع ہے نہ قِران، اور حدودِ مواقیت کے اندر کے رہنے والے اہلِ مکہ میں داخل ہیں۔ **مواقیت:** پانچ ہیں (۱) ذوالحُلَیفَہ (۲) ذاتِ عِرق (۳) جُحفَہ (۴) قَرن (۵) یلملم۔ ''ذوالحُلَیفَہ'' اہلِ مدینہ کے لیے، ''ذاتِ عِرق'' اہلِ عراق کے لیے، ''جُحفَہ'' اہلِ شام کے لیے، ''قَرن'' اہلِ نجد کے لیے، ''یَلَملم'' اہلِ یمن کے لیے۔ و۳۷۳ شوال، ذوالقعدہ اور دس تاریخیں ذی الحجہ کی۔ حج کے اَفعال انہی ایام میں درست ہیں۔ **مسئلہ:** اگر کسی نے ان اَیام سے پہلے حج کا احرام باندھا تو جائز ہے لیکن بکراہت۔ و۳۷۴ یعنی حج کو اپنے اوپر لازم و واجب کرے اِحرام باندھ کر یا تلبِیَہ کہہ کر یا ہَدی (قربانی کا جانور) چلا کر۔ اس پر یہ چیزیں لازم ہیں جن کا آگے ذکر فرمایا جاتا ہے۔ و۳۷۵ ''رَفَث'' جماع یا عورتوں کے سامنے ذکرِ جماع یا کلامِ فحش کرنا ہے، نکاح اس میں داخل نہیں۔ **مسئلہ:** مُحرِم و مُحرِمہ (احرام والے اجنبی مرد و عورت) کا نکاح جائز ہے مُجامَعت جائز نہیں۔ ''فُسُوق'' سے مَعاصی و سَیِّئات، اور ''جِدال'' سے جھگڑا مراد ہے خواہ وہ اپنے رفیقوں یا خادموں کے ساتھ ہو یا غیروں کے ساتھ۔

خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوْنِ

کرو اللہ اسے جانتا ہے ف۳۷۶ اور توشہ (سفر کا خرچ) ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے ف۳۷۷ اور مجھ سے ڈرتے رہو

يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

اے عقل والو ف۳۷۸ تم پر کچھ گناہ نہیں ف۳۷۹ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو

فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَ

تو جب عرفات سے پلٹو ف۳۸۰ تو اللہ کی یاد کرو ف۳۸۱ مشعر حرام کے پاس ف۳۸۲ اور

اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ

اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک تم اس سے پہلے بہکے ہوئے تھے ف۳۸۳ پھر بات

اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں ف۳۸۴ اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ

مہربان ہے پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو ف۳۸۵ تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے ف۳۸۶ بلکہ

ف۳۷۶ بدیوں کی ممانعت کے بعد نیکیوں کی ترغیب فرمائی کہ بجائے فِسق کے تقویٰ اور بجائے جدال کے اَخلاقِ حمیدہ اختیار کرو۔ ف۳۷۷ شانِ نزول: بعض یمنی حج کے لیے بے سامانی کے ساتھ روانہ ہوتے تھے اور اپنے آپ کو مُتوکِّل کہتے تھے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر سوال شروع کرتے اور کبھی غصب وخیانت کے مُرتکِب ہوتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ توشہ لے کر چلو! اَوروں پر بار نہ ڈالو، سوال نہ کرو کہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ کا توشہ ساتھ لو جس طرح دُنیوی سفر کے لیے توشہ ضروری ہے ایسے ہی سفرِ آخرت کے لیے پرہیزگاری کا توشہ لازم ہے۔ ف۳۷۸ یعنی عقل کا مُقتضیٰ خوفِ الٰہی ہے جو اللّٰہ سے نہ ڈرے وہ بے عقلوں کی طرح ہے۔ ف۳۷۹ شانِ نزول: بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہِ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرایہ پر چلائے اس کا حج ہی کیا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مسئلہ: جب تک تجارت سے افعالِ حج کی ادا میں فرق نہ آئے اس وقت تک تجارت مُباح ہے۔ ف۳۸۰ ''عَرفات'' ایک مقام کا نام ہے جو مَوقِف (حاجیوں کے ٹھہرنے کی جگہ) ہے۔ ضحّاک کا قول ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے مقام پر جمع ہوئے اور دونوں میں تعارُف ہوا اس لیے اس دن کا نام عَرفہ اور مقام کا نام عرفات ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اِعتراف کرتے ہیں اس لئے اس دن کا نام عرفہ ہے۔ مسئلہ: عرفات میں وُقوف فرض ہے کیونکہ اِفاضہ (مَشعَرِ حرام کی طرف جانا) بلا وقوف مُتصوَّر نہیں۔ ف۳۸۱ تلبیہ و تہلیل (''لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ'' اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہنا) و تکبیر و ثنا و دعا کے ساتھ یا نمازِ مغرب و عشاء کے ساتھ ف۳۸۲ مَشعَرِ حرام جَبَلِ قُزَح ہے جس پر امام وُقوف کرتا ہے۔ مسئلہ: وادیٔ مُحسّر کے سوا تمام مُزدلفہ مَوقِف ہے اس میں وقوف واجب ہے بے عذر ترک کرنے سے دَم لازم آتا ہے، اور مَشعَرِ حرام کے پاس وُقوف افضل ہے۔ ف۳۸۳ طریقِ ذکر و عبادت کچھ نہ جانتے تھے۔ ف۳۸۴ قریش مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے اور سب لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف نہ کرتے، جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ سے پلٹتے اور اس میں اپنی بڑائی سمجھتے اس آیت میں انہیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں اور ایک ساتھ پلٹیں یہی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔ ف۳۸۵ طریقِ حج کا مختصر بیان یہ ہے کہ حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہو وہاں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی فجر تک ٹھہرے، اسی روز منیٰ سے عرفات آئے۔ بعدِ زَوال امام دو خطبے پڑھے یہاں حاجی ظہر و عصر کی نماز امام کے ساتھ ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھے ان دونوں نمازوں کے لئے اذان ایک ہوگی اور تکبیریں دو اور دونوں نمازوں کے درمیان سنتِ ظہر کے سوا کوئی نفل نہ پڑھا جائے، اس جمع کے

www.dawateislami.net

أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي

اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور

الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا

آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں

حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ

بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا و۳۸۷ ایسوں کو ان کی کمائی سے

النصف

مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ أَيَّامٍ

بھاگ ہے و۳۸۸ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے و۳۸۹ اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے

مَّعْدُوْدٰتٍ ۗ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَآ

دنوں میں ف۳۹۰ تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس

إِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے و۳۹۱ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے

لئے امامِ اعظم ضروری ہے اگر امامِ اعظم نہ ہو، یا گمراہ بدمذہب ہوتو ہر ایک نماز علیحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے۔ اور عرفات میں غروب تک ٹھہرے پھر مزدلفہ کی طرف لوٹے اور جبلِ قُزَح کے قریب اترے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے عشاء کے وقت پڑھے اور فجر کی نماز خوب اوّل وقت اندھیرے میں پڑھے۔ وادی مُحَسِّر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطنِ عُرَنہ کے سوا تمام عرفات مَوقِف ہے۔ جب صبح خوب روشن ہوتو روزِ نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کومنیٰ کی طرف آئے اور بطنِ وادی سے جَمرہ عَقَبہ کی ۷ مرتبہ رَمی کرے۔ پھر اگر چاہے قربانی کرے پھر بال منڈائے یا کترائے، پھر اَیامِ نَحر میں سے کسی دن طوافِ زیارت کرے۔ پھر منیٰ آکر تین روز اِقامت کرے اور گیارھویں کے زَوال کے بعد تینوں جمروں کی رَمی کرے اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اس کے بعد ہے پھر جمرہ عقبہ، ہر ایک کی سات سات مرتبہ، پھر اگلے روز ایسا ہی کرے، پھر اگلے روز ایسا ہی، پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے۔ (تفصیل کتبِ فقہ میں مذکور ہے)۔ و۳۸۶ زمانۂ جاہلیت میں عرب حج کے بعد کعبہ کے قریب اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے تھے اسلام میں بتایا گیا کہ یہ شہرت وخودنمائی کی بیکار باتیں ہیں بجائے اس کے ذوق وشوق کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرو۔ **مسئلہ:** اس آیت سے ذکرِ جہر وذکرِ جماعت ثابت ہوتا ہے۔ و۳۸۷ دعا کرنیوالوں کی دو قسمیں بیان فرمائیں: **ایک** وہ کافر جن کی دعا میں صرف طلبِ دنیا ہوتی تھی آخرت پر ان کا اِعتقاد نہ تھا ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ **دوسرے** وہ ایماندار جو دنیا وآخرت دونوں کی بہتری کی دعا کرتے ہیں۔ **مسئلہ:** مومن دنیا کی بہتری جو طلب کرتا ہے وہ بھی اَمرِ جائز اور دین کی تائید وتقوِیَت کے لئے اس لئے اس کی یہ دعا بھی اُمورِ دین سے ہے۔ و۳۸۸ **مسئلہ:** اس آیت سے ثابت ہوا کہ دعا کسب واَعمال میں داخل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اکثر یہی دعا فرماتے تھے "اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط"۔ و۳۸۹ عنقریب قیامت قائم کر کے بندوں کا حساب فرمائے گا۔ تو چاہئے کہ بندے ذکرو دُعا و طاعت میں جلدی کریں۔ (مدارک وخازن) ف۳۹۰ ان دنوں سے اَیامِ تَشریق (ذی الحجہ کے تین دن ۱۱، ۱۲، ۱۳)، اور ذِکْرُ اللّٰہ سے نمازوں کے بعد اور رَمیٔ جمار کے وقت تکبیر کہنا مراد ہے۔ و۳۹۱ بعض مفسرین کا قول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ دو فریق تھے بعض جلدی کرنے والوں کو گنہگار بتاتے تھے، بعض رہ جانے والوں کو۔ قرآن پاک نے بیان فرمادیا کہ ان دونوں میں کوئی گنہگار نہیں۔

www.dawateislami.net

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا

اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے ۳۹۲ اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو

فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ

گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا

فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ

پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا

لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ۳۹۳ ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ

اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے ۳۹۴ اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر

بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا

مہربان ہے اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو ۳۹۵ اور شیطان

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

کے قدموں پر نہ چلو ۳۹۶ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اگر اس کے بعد بھی بچلو (بہکو) کہ

---

۳۹۲ شانِ نزول: یہ اور اس سے اگلی آیت اَخنس بن شُرَیق منافق کے حق میں نازل ہوئی جو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر بہت لَجاجَت (خوشامد) سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اور اپنے اسلام اور آپ کی محبت کا دعویٰ کرتا اور اس پر قسمیں کھاتا، اور درپردہ فساد انگیزی میں مصروف رہتا تھا، مسلمانوں کے مویشی کو اس نے ہلاک کیا اور ان کی کھیتی کو آگ لگادی۔ ۳۹۳ گناہ سے ظلم و سرکشی اور نصیحت کی طرف اِلتفات نہ کرنا مراد ہے۔ (خازن) ۳۹۴ شانِ نزول: حضرت صُہَیب ابنِ سِنان رومی مکۂ معظّمہ سے ہجرت کرکے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے مشرکینِ قریش کی ایک جماعت نے آپ کا تعاقب کیا تو آپ سواری سے اترے اور ترکش سے تیر نکال کر فرمانے لگے کہ اے قریش! تم میں سے کوئی میرے پاس نہیں آسکتا جب تک کہ میں تیر مارتے مارتے تمام ترکش خالی نہ کردوں، اور پھر جب تک تلوار میرے ہاتھ میں رہے اس سے ماروں! اس وقت تک تمہاری جماعت کا کھیت (خاتمہ) ہو جائے گا! اگر تم میرا مال چاہو جو مکہ مکرمہ میں مدفون ہے تو میں تمہیں اس کا پتہ بتادوں تم مجھ سے تَعَرُّض (چھیڑ چھاڑ) نہ کرو! وہ اس پر راضی ہوگئے اور آپ نے اپنے تمام مال کا پتہ بتادیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی حضور نے تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہاری یہ جان فروشی بڑی نافع تجارت ہے۔ ۳۹۵ شانِ نزول: اہلِ کتاب میں سے عبداللہ بن سلام اور ان کے اَصحاب حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعتِ موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے شَنبہ (ہفتہ کے دن) کی تعظیم کرتے اس روز شکار سے اِجتناب لازم جانتے، اور اونٹ کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے، اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں تو مُباح ہیں اِن کا کرنا ضروری نہیں اور توریت میں ان سے اِجتناب لازم کیا گیا ہے تو ان کے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہے اور شریعتِ موسوی پر عمل بھی ہوتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ اسلام کے اَحکام کا پورا اتباع کرو یعنی توریت کے احکام منسوخ ہوگئے اب ان سے تَمَسُّک (یعنی ان پر عمل) نہ کرو۔ (خازن) ۳۹۶ اس کے وَساوِس وشُبہات میں نہ آؤ۔

www.dawateislami.net

جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

تمہارے پاس روشن حکم آچکے ف۳۹۷ تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے کاہے کے انتظار میں ہیں ف۳۹۸

اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُؕ

مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں ف۳۹۹ اور کام ہو چکے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ ع سَلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ

ع ۲۵ ۱۴ ۹

اور سب کاموں کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں

بَيِّنَةٍؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

دیں ف۴۰۰ اور جو اللہ کی آئی ہوئی نعمت کو بدل دے ف۴۰۱ تو بے شک اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ

سخت ہے کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ف۴۰۲ اور مسلمانوں سے ہنستے

اٰمَنُوْاۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ

وقف لازم

ہیں ف۴۰۳ اور ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن ف۴۰۴ اور خدا جسے

يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ

چاہے بے گنتی دے لوگ ایک دین پر تھے ف۴۰۵ پھر اللہ نے انبیاء بھیجے

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ص وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ

خوشخبری دیتے ف۴۰۶ اور ڈر سناتے ف۴۰۷ اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری ف۴۰۸ کہ وہ لوگوں میں

ف۳۹۷ اور باوجود واضح دلیلوں کے اسلام کی راہ کے خلاف روِش اختیار کرو ف۳۹۸ ملتِ اسلام کے چھوڑنے اور شیطان کی فرمانبرداری کرنے والے ف۳۹۹ جو عذاب پر مامُور ہیں۔ ف۴۰۰ کہ ان کے انبیاء کے معجزات کواُن کے صدقِ نبوت کی دلیل بنایا، ان کے ارشاد اور ان کی کتابوں کو دینِ اسلام کی حقانیت کا شاہد کیا۔ ف۴۰۱ اللّٰہ کی نعمت سے آیاتِ الٰہیہ مراد ہیں جو سببِ رُشد وہدایت ہیں اور ان کی بدَولت گمراہی سے نجات حاصل ہوتی ہے، انہیں میں سے وہ آیات ہیں جن میں سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی نعت وصفت اور حضور کی نبوّت ورسالت کا بیان ہے۔ یہود ونصارٰی کی تحریفیں اس نعمت کی تبدیل ہے۔ ف۴۰۲ وہ اسی کی قدر کرتے اور اسی پر مرتے ہیں ف۴۰۳ اور سامانِ دُنیَوی سے ان کی بے رغبتی دیکھ کر ان کی تحقیر کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور صُہَیب وبلال رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم کو دیکھ کر کفار تمسخُر (مذاق) کرتے تھے اور دولتِ دنیا کے غرور میں اپنے آپ کو اونچا سمجھتے تھے۔ ف۴۰۴ یعنی ایماندار روزِ قیامت جنّاتِ عالیہ میں ہوں گے اور مغرور کفار جہنم میں ذلیل وخوار۔ ف۴۰۵ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہدِ نوح تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللّٰہ تعالٰی نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں۔ (خازن) ف۴۰۶ ایمانداروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کی۔ (مدارک وخازن) ف۴۰۷ کافروں اور نافرمانوں کو عذاب کا۔ (خازن) ف۴۰۸ جیسا کہ حضرت آدم وشیث وادریس پر صَحائف اور حضرت موسٰی پر توریت، حضرت داود پر زبور، حضرت عیسٰی پر انجیل اور خاتَم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر قرآن۔

www.dawateislami.net

النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ

ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف انہیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی ف۴۰۹ بعد اس کے کہ

بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا

ان کے پاس روشن حکم آچکے ف۴۱۰ آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھا دی

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى

جس میں جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ جسے چاہے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ

سیدھی راہ دکھائے کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر

مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا

اگلوں کی سی روداد نہ آئی ف۴۱۱ پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلاہلا ڈالے گئے

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ

یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول ف۴۱۲ اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد ف۴۱۳ سن لو بے شک

نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

اللہ کی مدد قریب ہے تم سے پوچھتے ہیں ف۴۱۴ کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ

کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے

ف۴۰۹ یہ اختلاف تبدیل وتحریف اور ایمان وکفر کے ساتھ تھا جیسا کہ یہود ونصاریٰ سے واقع ہوا۔ (خازن) ف۴۱۰ یعنی یہ اختلاف نادانی سے نہ تھا بلکہ ف۴۱۱ اور جیسی سختیاں ان پر گزر چکیں ابھی تک تمہیں پیش نہ آئیں۔ شانِ نزول: یہ آیت غزوۂ احزاب کے متعلق نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو سردی اور بھوک وغیرہ کی سخت تکلیفیں پہنچی تھیں اس میں انہیں صبر کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہِ خدا میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصانِ خدا کا معمول رہا ہے ابھی تو تمہیں پہلوں کی سی تکلیفیں پہنچی بھی نہیں ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت خبّاب بن اَرَت رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سایۂ کعبہ میں اپنی چادر مبارک سے تکیہ کیے ہوئے تشریف فرما تھے ہم نے حضور سے عرض کی کہ حضور! ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے، ہماری کیوں مدد نہیں کرتے؟ فرمایا: تم سے پہلے لوگ گرفتار کیے جاتے تھے، زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دبائے جاتے تھے، آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے جاتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے جاتے تھے، اور ان میں کی کوئی مصیبت انہیں ان کے دین سے روک نہ سکتی تھی۔ ف۴۱۲ یعنی شدت اس نہایت (حد) کو پہنچ گئی کہ ان امتوں کے رسول اور ان کے فرمانبردار مومن بھی طلبِ مدد میں جلدی کرنے لگے باوجودیکہ رسول بڑے صابر ہوتے ہیں اور ان کے اَصحاب بھی۔ لیکن باوجود ان اِنتہائی مصیبتوں کے وہ لوگ اپنے دین پر قائم رہے اور کوئی مصیبت وبلا اُن کے حال کو مُتغیَّر نہ کرسکی۔ ف۴۱۳ اس کے جواب میں انہیں تسلّی دی گئی اور یہ ارشاد ہوا ف۴۱۴ شانِ نزول: یہ آیت عَمرو بن جَمُوح کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے انہوں نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور

www.dawateislami.net

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ

اور جو بھلائی کرو ۲۱۵؎ بے شک اللہ اسے جانتا ہے ۲۱۶؎ تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا

وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــًٔـا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ

اور وہ تمہیں ناگوار ہے ۲۱۷؎ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ

تُحِبُّوْا شَيْــًٔـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع

ع ۲۶ ۶ ۱۰

کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۲۱۸؎

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ

تم سے پوچھتے ہیں ماہِ حرام میں لڑنے کا حکم ۲۱۹؎ تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے ۲۲۰؎

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ

اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے

اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا

والوں کو نکال دینا ۲۲۱؎ اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد ۲۲۲؎ قتل سے سخت تر ہے ۲۲۳؎ اور

يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ

ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ۲۲۴؎ اور تم میں

کس پر خرچ کریں؟ اس آیت میں انہیں بتا دیا گیا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور مَصارِف اس کے یہ ہیں۔ **مسئلہ:** آیت میں صدقۂ نافلہ کا بیان ہے، ماں باپ کو زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا جائز نہیں۔ (جمل وغیرہ) **۲۱۵؎** یہ ہر نیکی کو عام ہے اِنفاق ہو یا اور کچھ، اور باقی مَصارِف بھی اس میں آگئے۔ **۲۱۶؎** اس کی جزا عطا فرمائے گا۔ **۲۱۷؎** **مسئلہ:** جہاد فرض ہے جب اس کی شرائط پائی جائیں، اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھائی کریں تو جہاد فرضِ عین ہوتا ہے ورنہ فرضِ کفایہ۔ **۲۱۸؎** کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے۔ تو تم پر لازم ہے حکمِ الٰہی کی اطاعت کرو اور اسی کو بہتر سمجھو چاہے وہ تمہارے نفس پر گراں ہو۔ **۲۱۹؎** **شانِ نزول:** سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی اس نے مشرکین سے قتال کیا، ان کا خیال تھا کہ وہ روز جُمادَی الاُخریٰ کا آخر دن ہے مگر درحقیقت چاند ۲۹ کو ہو گیا تھا اور وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی، اس پر کفار نے مسلمانوں کو عار دلائی کہ تم نے ماہِ حرام میں جنگ کی اور حضور سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **۲۲۰؎** مگر صحابہ سے یہ گناہ واقع نہیں ہوا کیونکہ انہیں چاند ہونے کی خبر ہی نہ تھی ان کے نزدیک وہ دن ماہِ حرام رجب کا نہ تھا۔ **مسئلہ:** ماہ ہائے حرام میں جنگ کی حرمت کا حکم آیۂ " فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ " (تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ) سے منسوخ ہو گیا۔ **۲۲۱؎** جو مشرکین سے واقع ہوا کہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سالِ حُدَیبِیَہ کعبۂ مُعظَّمہ سے روکا اور آپ کے زمانۂ قیامِ مکہ معظّمہ میں آپ کو اور آپ کے اَصحاب کو اتنی ایذائیں دیں کہ وہاں سے ہجرت کرنا پڑی **۲۲۲؎** یعنی مشرکین کا۔ کہ وہ شرک کرتے ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو مسجدِ حرام سے روکتے اور طرح طرح کی ایذائیں دیتے ہیں **۲۲۳؎** کیونکہ قتل تو بعض حالات میں مُباح ہوتا ہے اور کفر کسی حال میں مباح نہیں، اور یہاں تاریخ کا مشکوک ہونا عذرِ مَعقُول ہے اور کفار کے کفر کے لیے تو کوئی عذر ہی نہیں۔ **۲۲۴؎** اس میں خبر دی گئی کہ کفار مسلمانوں سے ہمیشہ عداوت رکھیں گے کبھی اس کے خلاف نہ ہوگا اور جہاں تک ان سے ممکن ہوگا وہ مسلمانوں کو دین سے مُنحرِف کرنے کی سعی کرتے رہیں گے۔ "اِنِ اسْتَطَاعُوْا"

www.dawateislami.net

یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا

فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

دنیا میں اور آخرت میں ف۴۲۵ (الف) اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ

وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے

اُولٰٓىٕكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۱۸﴾ یَسْــٴَـلُوْنَكَ

وہ رحمتِ الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۴۲۵ (ب) تم سے شراب

عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ

اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور

اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ

ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے ف۴۲۶ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں ف۴۲۷ تم فرماؤ جو فاضل بچے ف۴۲۸

سے مُستفاد ہوتا ہے کہ بکرَمِہٖ تعالٰی وہ اپنی اس مراد میں ناکام رہیں گے۔ ف۴۲۵ (الف) مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اِرتِداد (دین سے پھر جانے) سے تمام اعمال باطل ہوجاتے ہیں۔ آخرت میں تو اس طرح کہ ان پر کوئی اَجر و ثواب نہیں، اور دنیا میں اس طرح کہ شریعت مُرتَد کے قتل کا حکم دیتی ہے، اس کی عورت اس پر حلال نہیں رہتی، وہ اپنے اقارب کا ورثہ پانے کا مستحق نہیں رہتا، اس کا مال معصوم نہیں رہتا، اس کی مَدح وثنا و اِمداد جائز نہیں۔ (روح البیان وغیرہ) ف۴۲۵ (ب) شانِ نزول: عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اس لیے اس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ ان کا یہ عملِ جہاد مقبول ہے اور اس پر انہیں امیدوارِ رحمتِ الٰہی رہنا چاہیے اور یہ امید قطعاً پوری ہوگی۔ (خازن) مسئلہ: "یَرْجُوْنَ" سے ظاہر ہوا کہ عمل سے اَجر واجب نہیں ہوتا بلکہ ثواب دینا محض فضلِ الٰہی ہے۔ ف۴۲۶ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں، اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو نہ چراؤں سُبْحَانَ اللّٰه! گناہ سے کس قدر نفرت ہے۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی اِتِّبَاعَهُمْ (اللہ تعالٰی ہمیں ان کی اتباع نصیب فرمائے)۔ شراب ۳ھ میں غزوۂ اَحزاب سے چند روز بعد حرام کی گئی اس سے قبل یہ بتایا گیا تھا کہ جوئے اور شراب کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔ نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سُرور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے، اور جوئے میں کبھی مفت کا مال ہاتھ آتا ہے۔ اور گناہوں اور مَفسَدوں کا کیا شمار! عقل کا زَوال، غیرت و حَمِیَّت کا زوال، عبادات سے محرومی، لوگوں سے عداوتیں، سب کی نظر میں خوار ہونا، دولت و مال کی اِضاعت۔ ایک روایت میں ہے کہ جبریلِ امین نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ اللہ تعالٰی کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں حضور نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: انہوں نے عرض کیا کہ ایک تو یہ ہے کہ میں نے شراب کبھی نہیں پی یعنی حکمِ حرمت سے پہلے بھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور میں چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو، دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت کی پوجا نہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکے نہ ضرر، تیسری خصلت یہ ہے کہ کبھی میں زنا میں مبتلا نہ ہوا کہ اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا، چوتھی خصلت یہ کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اس کو کمینہ پن خیال کرتا تھا۔ مسئلہ: شطرنج، تاش وغیرہ ہار جیت کے کھیل اور جن پر بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور حرام ہیں۔ (روح البیان) ف۴۲۷ شانِ نزول: سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ مقدار ارشاد فرمائیں کتنا مال راہ خدا میں دیا جائے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن)

www.dawateislami.net

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِي الدُّنْيَا وَ

اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ

الْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ

کر کرو ف۴۲۹ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں ف۴۳۰ تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر

تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ

اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ

تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو

حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا

جب تک مسلمان نہ ہوجائیں ف۴۳۱ اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ف۴۳۲ اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور

تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں ف۴۳۳ اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا

ف۴۲۸ یعنی جتنا تمہاری حاجت سے زائد ہو۔ ابتدائے اسلام میں حاجت سے زائد مال کا خرچ کرنا فرض تھا صحابہ کرام اپنے مال میں سے اپنی ضرورت کی قدر لے کر باقی سب راہِ خدا میں تَصَدُّق کردیتے تھے! یہ حکم آیتِ زکوٰۃ سے منسوخ ہوگیا۔ ف۴۲۹ کہ جتنا تمہاری دُنیَوی ضرورت کے لیے کافی ہو وہ لے کر باقی سب اپنے نفعِ آخرت کے لیے خیرات کردو۔ (خازن) ف۴۳۰ کہ ان کے اَموال کو اپنے مال سے ملانے کا کیا حکم ہے۔ شانِ نزول: آیت "اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا" کے نُزول کے بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کردیئے اور ان کا کھانا پینا علیحدہ کردیا، اس میں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کے لیے پکایا اور اس میں سے کچھ بچ رہا وہ خراب ہوگیا اور کسی کے کام نہ آیا اس میں یتیموں کا نقصان ہوا، یہ صورتیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رَواحہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی نظر سے اس کا کھانا اس کے اَولیاء اپنے کھانے کے ساتھ ملالیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یتیموں کے فائدے کے لیے ملانے کی اجازت دی گئی۔ ف۴۳۱ شانِ نزول: حضرت مَرثَد غَنَوِی ایک بہادر شخص تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں! وہاں عَناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانۂ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت رکھتی تھی حسین اور مالدار تھی جب اس کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور طالبِ وصال ہوئی، آپ نے بَخوفِ الٰہی اس سے اِعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا! تب اس نے نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ یہ بھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پر مَوقوف ہے، اپنے کام سے فارغ ہو کر جب آپ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کرکے نکاح کی بابت دریافت کیا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی) بعض علماء نے فرمایا: جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرے وہ مُشرک ہے خواہ اللہ کو واحد ہی کہتا ہو اور تَوحید کا مُدَّعی ہو۔ (خازن) ف۴۳۲ شانِ نزول: ایک روز حضرت عبداللہ بن رَواحہ نے کسی خطا پر اپنی باندی کے طمانچہ مارا پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت کیا: عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور کی رسالت کی گواہی دیتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، خوب وضو کرتی اور نماز پڑھتی ہے! حضور نے فرمایا: وہ مؤمنہ ہے۔ آپ نے عرض کیا تو اس کی قسم! جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر مَبعُوث فرمایا میں اس کو آزاد کرکے اس کے ساتھ نکاح کروں گا! اور آپ نے ایسا ہی کیا، اس پر لوگوں نے طعنہ زنی کی کہ تم نے ایک سیاہ فام باندی کے ساتھ نکاح کیا باوجودیکہ فلاں مُشرِکہ حُرَّہ (آزاد) عورت تمہارے لیے حاضر ہے وہ حسین بھی ہے مالدار بھی ہے، اس پر نازل ہوا "وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ" یعنی مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے خواہ مشرکہ آزاد ہو اور حسن و مال کی وجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہو۔ ف۴۳۳ یہ عورت کے اَولیاء کو

www.dawateislami.net

وَلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ

اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں ف۴۳۴ اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف

وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع

ع ۲۷ ۵ ۱۱

بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي

اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم ف۴۳۵ تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو

الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ

حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ

حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾

جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ

تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو ف۴۳۶ اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو ف۴۳۷

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو اور

تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ

اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنا لو ف۴۳۸ کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے

خطاب ہے۔ مسئلہ: مسلمان عورت کا نکاح مشرک و کافر کے ساتھ باطل و حرام ہے۔ ف۴۳۴ تو ان سے اِجتناب ضروری اور ان کے ساتھ دوستی وقرابت ناروا۔ ف۴۳۵ شانِ نزول: عرب کے لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے ساتھ کھانا پینا ایک مکان میں رہنا گوارا نہ تھا بلکہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے، اور نصاریٰ اس کے برعکس حیض کے اَیام میں عورتوں کے ساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے تھے اور اِختلاط (میل جول) میں بہت مُبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حضور سے حیض کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اِفراط وتفریط کی راہیں چھوڑ کر اِعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتا دیا گیا کہ حالتِ حیض میں عورتوں سے مُجامَعت ممنوع ہے۔ ف۴۳۶ یعنی عورتوں کی قربت سے نسل کا قصد کرو نہ قضاءِ شہوت کا۔ ف۴۳۷ یعنی اعمالِ صالحہ یا جماع سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھنا۔ ف۴۳۸ حضرت عبداللّٰہ بن رَواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور ان سے کلام کرنے اور ان کے خُصوم (دشمنوں) کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھالی تھی، جب اس کے متعلق ان سے کہا جاتا تھا تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھا چکا ہوں اس لیے یہ کام کرہی نہیں سکتا! اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی اور نیک کام کرنے سے قسم کھالینے کی ممانعت فرمائی گئی۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالے تو اس کو چاہیے کہ قسم کو پورا نہ کرے بلکہ وہ نیک کام کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی اَمر پر قسم کھالی پھر معلوم ہوا کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو چاہیے کہ اس امرِ خیر کو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ مسئلہ: بعض مُفسّرین نے یہ بھی کہا ہے

www.dawateislami.net

النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ

کی قسم کرلو اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے

وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۲۵﴾

ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دل نے کیے ف۴۳۹ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ

وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کرلیا تو اللہ سنتا

عَلِیْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَ لَا

جانتا ہے ف۴۴۰ اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک ف۴۴۱ اور

یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ

انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ف۴۴۲ اگر اللہ اور

بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ

قیامت پر ایمان رکھتی ہیں ف۴۴۳ اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر

کہ اس آیت سے بکثرت قسم کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ ف۴۳۹ مسئلہ: قسم تین طرح کی ہوتی ہے (۱) لَغو (۲) غَمُوس (۳) مُنعَقِدہ۔ لغو: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے اَمر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اس کے خلاف ہو! یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔ غموس: یہ ہے کہ کسی گذرے ہوئے اَمر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے! اس میں گنہگار ہوگا۔ منعقدہ: یہ ہے کہ کسی آئندہ اَمر پر قصد کر کے قسم کھائے! اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم۔ ف۴۴۰ شانِ نزول: زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال دو سال تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھالیتے تھے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے نہ وہ بیوہ ہی تھیں کہ کہیں اپنا ٹھکانا کرلیتیں نہ شوہردار کہ شوہر سے آرام پاتیں، اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینے کی مدت مُعیَّن فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ کے لیے یا غیر معیّن مدت کے لیے ترکِ صحبت کی قسم کھالے جس کو "اِیلاء" کہتے ہیں تو اس کے لیے چار ماہ اِنتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لیے بہتر ہے یا رکھنا اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رُجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا، اور اگر اس مدت میں رُجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اس پر طلاقِ بائن واقع ہوگئی۔ مسئلہ: اگر مرد صحبت پر قادر ہو تو رُجوع صحبت ہی سے ہوگا اور اگر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے۔ (تفسیر احمدی) ف۴۴۱ اس آیت میں مُطلَّقہ عورتوں کی عِدّت کا بیان ہے جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی اگر وہ شوہر کے پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خلوتِ صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدّت ہی نہیں ہے جیسا کہ آیہ "مَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ" میں ارشاد ہے۔ اور جن عورتوں کو خورد سالی (کم عمری) یا کِبر سنی (بڑھاپے) کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا جو حاملہ ہو ان کی عدّت کا بیان سورۂ طلاق میں آئے گا، باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدّت وطلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدّت تین حیض ہے۔ ف۴۴۲ وہ حمل ہو یا خونِ حیض۔ کیونکہ اس کے چھپانے سے رَجعت اور وَلد میں جو شوہر کا حق ہے وہ ضائع ہوگا۔ ف۴۴۳ یعنی یہی مُقتضائے ایمانداری ہے۔

www.dawateislami.net

أَرَادُوْٓا إِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَ

اور شرع کے موافق وف۴۴۵ اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے ملاپ چاہیں وف۴۴۴

لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٨﴾ ع اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠

مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ طلاق وف۴۴۶ دو بار تک ہے

فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ

پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے وف۴۴۷ یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے وف۴۴۸ اور تمہیں روا نہیں کہ

تَأْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا إِلَّآ أَنْ يَّخَافَآ أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ

جو کچھ عورتوں کو دیا وف۴۴۹ اس میں سے کچھ واپس لو وف۴۵۰ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں

اللّٰهِ ؕ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا

گے وف۴۵۱ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ

افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ

دے کر عورت چھٹی لے وف۴۵۲ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے

اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٢٩﴾ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى

بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک

وف۴۴۴ یعنی طلاقِ رَجعی میں عدّت کے اندر شوہر عورت سے رُجوع کر سکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو لیکن اگر شوہر کو ملاپ منظور ہو تو ایسا کرے ضرر رسانی کا قصد نہ کرے جیسا کہ اہلِ جاہلیت عورت کو پریشان کرنے کے لیے کرتے تھے۔ وف۴۴۵ یعنی جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے۔ وف۴۴۶ یعنی طلاق رَجعی۔ شانِ نزول: ایک عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور رَجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی عدّت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کر لے گا پھر طلاق دے دے گا اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمادیا کہ طلاقِ رَجعی دو بار تک ہے اس کے بعد پھر طلاق دینے پر رَجعت کا حق نہیں۔ وف۴۴۷ رجعت کر کے وف۴۴۸ اس طرح کہ رجعت نہ کرے اور عدّت گذر کر عورت بائنہ ہو جائے۔ وف۴۴۹ یعنی مہر وف۴۵۰ طلاق دیتے وقت وف۴۵۱ جو حقوقِ زوجین کے متعلق ہیں۔ وف۴۵۲ یعنی طلاق حاصل کرے۔ شانِ نزول: یہ آیت جمیلہ بنتِ عبداللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ ثابت ابن قیس ابن شمّاس کے نکاح میں تھیں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب ثابت نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد کردوں! جمیلہ نے اس کو منظور کیا! ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی۔ اس طرح کی طلاق کو خُلع کہتے ہیں۔ مسئلہ: خُلع طلاقِ بائن ہوتا ہے۔ مسئلہ: خُلع میں لفظِ "خلع" کا ذکر ضروری ہے۔ مسئلہ: اگر جدائی کی طلبگار عورت ہو تو خُلع میں مقدارِ مہر سے زائد لینا مکروہ ہے، اور اگر عورت کی طرف سے نُشُوز (نا اتفاقی) نہ ہو مرد ہی علیحدگی چاہے تو مرد کو طلاق کے عوض مال لینا مُطلَقاً مکروہ ہے۔

www.dawateislami.net

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ

دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے ؎۴۵۳ پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں ؎۴۵۴ اگر

ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ

سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

دانش مندوں کے لیے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے ؎۴۵۵ تو اس وقت تک یا بھلائی کے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ

ساتھ روک لو ؎۴۵۶ یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو ؎۴۵۷ اور انہیں ضرر دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫

اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے ؎۴۵۸ اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنالو ؎۴۵۹

وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے ؎۴۶۰ اور وہ جو تم پر کتاب

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ

و حکمت ؎۴۶۱ اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ

عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ

جانتا ہے ؎۴۶۲ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے ؎۴۶۳ تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ

يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ

اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں ؎۴۶۴ جب کہ آپس میں موافقِ شرع رضا مند ہو جائیں ؎۴۶۵ یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے

ع ۲۹ / ۱۳

؎۴۵۳ مسئلہ: تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمتِ مُغلَّظہ حرام ہو جاتی ہے اب نہ اس سے رجوع ہوسکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ نہ ہو یعنی بعد عدّت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ بعدِ صحبت طلاق دے پھر عدت گذرے۔ ؎۴۵۴ دوبارہ نکاح کرلیں۔ ؎۴۵۵ یعنی عدت تمام ہونے کے قریب ہو۔ شانِ نزول: یہ آیت ثابت بن یَسار اَنصاری کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت قریبِ ختم ہوتی تھی رَجعت کرلیا کرتے تھے تاکہ عورت قید میں پڑی رہے۔ ؎۴۵۶ یعنی نباہنے اور اچھا معاملہ کرنے کی نیت سے رجعت کرو ؎۴۵۷ اور عدّت گذر جانے دو تاکہ بعد عدّت وہ آزاد ہو جائیں۔ ؎۴۵۸ کہ حکمِ الٰہی کی مخالفت کرکے گنہگار ہوتا ہے۔ ؎۴۵۹ کہ ان کی پرواہ نہ کرو اور ان کے خلاف عمل کرو۔ ؎۴۶۰ کہ تمہیں مسلمان کیا اور سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ ؎۴۶۱ کتاب سے قرآن اور حکمت سے احکامِ قرآن وسنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ ؎۴۶۲ اس سے کچھ مخفی نہیں۔ ؎۴۶۳ یعنی ان کی عدّت گذر چکے ؎۴۶۴ جن کو انہوں نے اپنے نکاح کے لیے تجویز کیا ہو خواہ وہ نئے ہوں یا یہی طلاق دینے والے، یا ان سے پہلے جو طلاق دے چکے تھے۔ ؎۴۶۵ اپنے کُفو میں مہرِ مثل

www.dawateislami.net

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ

جو تم میں سے اللّٰہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور

اَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ

پاکیزہ ہے اور اللّٰہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنے

اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى

بچوں کو ۴۶۶ پورے دو برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے ۴۶۷ اور جس کا

الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا

بچہ ہے ۴۶۸ اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور ۴۶۹ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے

وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى

مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے ۴۷۰ اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے ۴۷۱ یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو ۴۷۲ اور جو

الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا

باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا

پر۔ کیونکہ اس کے خلاف کی صورت میں اَولیاء اعتراض وتَعَرُّض کا حق رکھتے ہیں۔ **شانِ نزول:** مَعقِل بن یَسار مُزَنی کی بہن کا نکاح عاصم بن عدِی کے ساتھ ہوا تھا انہوں نے طلاق دی اور عدّت گذرنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے! ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری شریف) **۴۶۶** بیانِ طلاق کے بعد یہ سوال طبعًا سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا؟ اس لیے یہ قرینِ حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو اَحکام ہیں وہ اس موقع پر بیان فرما دیئے جائیں! لہٰذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔ **مسئلہ:** ماں خواہ مُطلَّقَہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت واِستطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی مُیَسَّر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے، اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر مَوقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مُستَحَب ہے۔ (تفسیر احمدی وجمل وغیرہ) **۴۶۷** یعنی اس مدت کا پورا کرنا لازم نہیں۔ اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ چھڑانے میں اس کے لیے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی چھڑانا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی خازن وغیرہ) **۴۶۸** یعنی والد۔ اس اندازِ بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رُجوع کرتا ہے۔ **۴۶۹ مسئلہ:** بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لیے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔ **مسئلہ:** شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لیے جبر نہیں کرسکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کرسکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدّت میں رہے۔ **مسئلہ:** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدّت گذر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔ **مسئلہ:** اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے پر بہ اجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے، اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی ومدارک) "اَلْمَعْرُوْف" سے مراد یہ ہے کہ حسبِ حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے۔ **۴۷۰** یعنی اس کو اس کے خلافِ مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے۔ **۴۷۱** زیادہ اجرت طلب کرکے **۴۷۲** ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کرلینے کے بعد چھوڑ دے، اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔

www.dawateislami.net

وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا

اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو

اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ

دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مُضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کردو اور

اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ

اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور تم میں جو

يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ

مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو

اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

روکے رہیں ۴۷۳ تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو تم پر مُواخذہ نہیں اس کام میں

فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا

جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْۤ

تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں

اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ

چھپا رکھو ۴۷۴ اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ۴۷۵ ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ

سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى

کر رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک

۴۷۳ حاملہ کی عدّت تو وضعِ حمل ہے جیسا کہ سورۂ طلاق میں مذکور ہے۔ یہاں غیر حاملہ کا بیان ہے جس کا شوہر مر جائے اس کی عدّت چار ماہ دس روز ہے اس مدت میں نہ وہ نکاح کرے نہ اپنا مَسکن چھوڑے نہ بے عذر تیل لگائے نہ خوشبو لگائے نہ سنگار کرے نہ رنگین اور ریشمیں کپڑے پہنے نہ مہندی لگائے نہ جدید نکاح کی بات چیت کھل کر کرے، اور جو طلاقِ بائن کی عدّت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ جو عورت طلاقِ رَجعی کی عدّت میں ہو اس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے۔ ۴۷۴ یعنی عدّت میں نکاح اور نکاح کا کھلا ہوا پیام تو ممنوع ہے لیکن پردہ کے ساتھ خواہشِ نکاح کا اِظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ تم بہت نیک عورت ہو، یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے۔ ۴۷۵ اور تمہارے دلوں میں خواہش ہوگی اسی لیے تمہارے واسطے تعریض مُباح کی گئی۔

www.dawateislami.net

يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ

لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے وف۴۷۶ اور جان لو کہ اللّٰہ تمہارے دل کی جانتا ہے

فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ

تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللّٰہ بخشنے والا حلم والا ہے تم پر کچھ مطالبہ نہیں وف۴۷۷ اگر

ع ۳۰ ۱۴

طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً ۚۖ

تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر نہ کر لیا ہو وف۴۷۸

وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا

اور ان کو کچھ برتنے کو دو وف۴۷۹ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس کے لائق حسب دستور

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر وف۴۸۰ اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے

تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ

طلاق دے دی اور ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں

یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ

کچھ چھوڑ دیں وف۴۸۱ یا وہ زیادہ دے وف۴۸۲ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وف۴۸۳ اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے

لِلتَّقْوٰی ؕ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۳۷﴾

نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بے شک اللّٰہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے وف۴۸۴

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ

نگہبانی کرو سب نمازوں وف۴۸۵ اور بیچ کی نماز کی وف۴۸۶ اور کھڑے ہو اللّٰہ کے حضور ادب سے وف۴۸۷ پھر اگر

وف۴۷۶ یعنی عدّت گزر چکے۔ وف۴۷۷ مہر کا وف۴۷۸ شانِ نزول: یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے قبیلہ بنی حَنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی مہر مُعَیَّن نہ کیا پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو مہر لازم نہیں۔ ہاتھ لگانے سے مُجامَعت مراد ہے، اور خَلوَتِ صحیحہ اسی کے حکم میں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکرِ مہر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر مُعَیَّن کرنا ہوگا اگر نہ کیا تو بعدِ دُخول مہرِ مثل لازم ہو جائے گا۔ وف۴۷۹ تین کپڑوں کا ایک جوڑا۔ وف۴۸۰ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو قبلِ دخول طلاق دی ہو اس کو تو جوڑا دینا واجب ہے، اور اس کے سوا ہر مُطَلَّقہ کے لیے مستحب ہے۔ (مدارک) وف۴۸۱ اپنے اس نصف میں سے وف۴۸۲ نصف سے۔ جو اس صورت میں واجب ہے۔ وف۴۸۳ یعنی شوہر۔ وف۴۸۴ اس میں حسنِ سلوک و مَکارِمِ اخلاق (اچھے اخلاق) کی ترغیب ہے۔ وف۴۸۵ یعنی پنجگانہ فرض نمازوں کو ان کے اَوقات پر اَرکان وشرائط کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ اس میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے اور اولاد و اَزواج کے مسائل و اَحکام کے درمیان میں نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجہ پر

www.dawateislami.net

خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا

خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللّٰہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو

لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

تم نہ جانتے تھے اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ

اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ

جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں ف۴۸۸ سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے ف۴۸۹ پھر اگر

خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ

وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مؤاخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى

اور اللّٰہ غالب حکمت والا ہے اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے یہ واجب ہے

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع اَلَمْ

ع ۳۱ / ۷ / ۱۵

پرہیزگاروں پر اللّٰہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے اپنی آیتیں کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو اے محبوب کیا

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪

تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

تو اللّٰہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا بے شک اللّٰہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا

مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں ف۴۹۰ اور لڑو اللّٰہ کی راہ میں ف۴۹۱ اور جان لو

پہنچاتا ہے کہ ان کو ادائے نماز سے غافل نہ ہونے دو اور نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا مُتَصَوَّر نہیں۔ ف۴۸۶ حضرت امام ابوحنیفہ اور جمہور صحابہ رضی اللّٰہ عنھم کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نمازِ عصر مراد ہے اور اَحادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ف۴۸۷ اس سے نماز کے اندر قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا۔ ف۴۸۸ اپنے اَقارب کو ف۴۸۹ ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدّت ایک سال کی تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان ونَفَقَہ پانے کی مستحق ہوتی تھی پھر ایک سال کی عدّت تو "يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" سے مَنسُوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدّت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی، اور سال بھر کا نفقہ آیتِ میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا! لہٰذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ حکمت اس کی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مُورِث (یعنی مرنے والے) کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے تھے اور اس کو عار سمجھتے تھے اس لیے اگر ایک دم چار ماہ دس روز کی عدّت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر بہت شاق ہوتی! لہٰذا بتدریج انہیں راہ پر لایا گیا۔ ف۴۹۰ بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی جس کے بِلاد (شہروں) میں

www.dawateislami.net

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

کہ اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے ف۴۹۲

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ

تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے ف۴۹۳ اور تمہیں اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ

پھر جانا اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا ف۴۹۴

وقف لازم

اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ

جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لیے کھڑا کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا

عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا

تمہارے انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو بولے ہمیں کیا ہوا کہ

نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا

ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے ف۴۹۵ تو پھر جب

طاعون ہوا تو وہ موت کے ڈر سے اپنی بستیاں چھوڑ بھاگے اور جنگل میں جا پڑے بحکمِ الٰہی سب وہیں مر گئے! کچھ عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور وہ مدتوں زندہ رہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی موت کے ڈر سے بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا تو بھاگنا بیکار ہے جو موت مقدر ہے وہ ضرور پہنچے گی بندے کو چاہیے کہ رضائے الٰہی پر راضی رہے، مجاہدین کو بھی سمجھنا چاہیے کہ جہاد سے بیٹھ رہنا موت کو دفع نہیں کر سکتا لہٰذا دل مضبوط رکھنا چاہیے۔ ف۴۹۱ اور موت سے نہ بھاگو جیسا بنی اسرائیل بھاگے تھے کیونکہ موت سے بھاگنا کام نہیں آتا۔ ف۴۹۲ یعنی راہِ خدا میں اِخلاص کے ساتھ خرچ کرے۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یہ کمالِ لطف و کرم ہے بندہ اس کا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے مَجازی مِلک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر فرمانے میں یہ دل نشین کرنا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوا وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو اِطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ اس اِنفاق کی جزا بالیقین پائے گا اور بہت زیادہ پائے گا۔ ف۴۹۳ جس کے لیے چاہے روزی تنگ کرے جس کے لیے چاہے وسیع فرمائے تنگی و فراخی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے سے وسعت کا وعدہ کرتا ہے۔ ف۴۹۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور انہوں نے عہدِ الٰہی کو فراموش کیا بت پرستی میں مبتلا ہوئے سرکشی اور بداَفعالی اِنتہا کو پہنچی ان پر قومِ جالوت مُسلَّط ہوئی جس کو عَمالِقَہ کہتے ہیں کیونکہ جالوت عُملیق بن عاد کی اولاد سے ایک نہایت جابر بادشاہ تھا اس کی قوم کے لوگ مصر و فلسطین کے درمیان بحرِ روم کے ساحل پر رہتے تھے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین لیے آدمی گرفتار کیے طرح طرح کی سختیاں کیں، اس زمانہ میں کوئی نبی قومِ بنی اسرائیل میں موجود نہ تھے خاندانِ نبوت سے صرف ایک بی بی باقی رہی تھیں جو حاملہ تھیں ان کے فرزند تَوَلُّد (پیدا) ہوئے ان کا نام اشمویل رکھا جب وہ بڑے ہوئے تو انہیں علم توریت حاصل کرنے کے لیے بیتُ المَقدِس میں ایک کبیرُ السن (بزرگ) عالم کے سپرد کیا وہ آپ کے ساتھ کمال شفقت کرتے اور آپ کو فرزند کہتے، جب آپ سنِ بُلوغ کو پہنچے تو ایک شب آپ اس عالم کے قریب آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اسی عالم کی آواز میں یا اشمویل کہہ کر پکارا آپ عالم کے پاس گئے اور فرمایا کہ آپ نے مجھے پکارا ہے؟ عالم نے بایں خیال کہ انکار کرنے سے کہیں آپ ڈر نہ جائیں یہ کہہ دیا کہ فرزند تم سو جاؤ! پھر دوبارہ حضرت جبریل نے اسی طرح پکارا اور حضرت اشمویل علیہ السلام عالم کے پاس گئے عالم نے کہا اے فرزند اب اگر میں تمہیں پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا،

www.dawateislami.net

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

ان پر جہاد فرض کیا گیا منہ پھیر گئے مگر ان میں کے تھوڑے ف۴۹۶ اور اللہ خوب جانتا ہے

بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ

ظالموں کو اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر

مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ

بھیجا ہے ف۴۹۷ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی ف۴۹۸ اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق

مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ

ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی ف۴۹۹ فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا ف۵۰۰ اور

زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ

اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی ف۵۰۱ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے ف۵۰۲ اور

اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ

اللہ وسعت والا علم والا ہے ف۵۰۳ اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس

التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ

تابوت ف۵۰۴ جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز

تیسری مرتبہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہوگئے اور انہوں نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کا منصب عطا فرمایا آپ اپنی قوم کی طرف جائیے اور اپنے رب کے احکام پہنچائیے جب آپ قوم کی طرف تشریف لائے انہوں نے تکذیب کی اور کہا کہ آپ اتنی جلدی نبی بن گئے! اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے لیے ایک بادشاہ قائم کیجئے۔ (خازن وغیرہ) ف۴۹۵ کہ قوم جالوت نے ہماری قوم کے لوگوں کو ان کے وطن سے نکالا ان کی اولاد کو قتل و غارت کیا چار سو چالیس شاہی خاندان کے فرزندوں کو گرفتار کیا جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز مانع ہوسکتی ہے؟ تب نبی اللہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا اور جہاد فرض فرمایا (خازن) ف۴۹۶ جن کی تعداد اہلِ بدر کے برابر تین سو تیرہ تھی۔ ف۴۹۷ ''طالوت'' بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں آپ کا نام طولِ قامت کی وجہ سے طالوت ہے، حضرت اشمویل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا! آپ نے اس عصا سے طالوت کا قد ناپ کر فرمایا کہ میں تم کو بحکمِ الٰہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں! اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ (خازن وجمل) ف۴۹۸ بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنے نبی حضرت اشمویل علیہ السلام سے کہا کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آتی ہے اور سلطنت یہود بن یعقوب کی اولاد میں، اور طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہیں تو بادشاہ کیسے ہوسکتے ہیں۔ ف۴۹۹ وہ غریب شخص ہیں بادشاہ کو صاحبِ مال ہونا چاہیے ف۵۰۰ یعنی سلطنت ورثہ نہیں کہ کسی نسل و خاندان کے ساتھ خاص ہو یہ محض فضلِ الٰہی پر ہے۔ اس میں شیعہ کا رد ہے جن کا اِعتقاد یہ ہے کہ امامت وراثت ہے۔ ف۵۰۱ یعنی ''نسل و دولت'' پر سلطنت کا اِستحقاق نہیں ''علم و قوت'' سلطنت کے لئے بڑے مُعین ہیں۔ اور طالوت اس زمانہ میں تمام بنی اسرائیل سے زیادہ علم رکھتے تھے اور سب سے جسیم اور توانا تھے۔ ف۵۰۲ اس میں وراثت کو کچھ دخل نہیں۔ ف۵۰۳ جسے چاہے غنی کردے اور وسعتِ مال عطا فرمادے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت اشمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں سلطنت کے لیے مقرر فرمایا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے۔ (خازن ومدارک) ف۵۰۴ یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زراَندود (سونے کا

www.dawateislami.net

هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۴۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِیْكُمْ

ایمان رکھتے ہو پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا ۵۰۵ بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے

بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۤ

آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پیے وہ میرا نہیں اور جو نہ پیے وہ میرا ہے

اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِیَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا

مگر وہ جو ایک چلّو اپنے ہاتھ سے لے لے ۵۰۶ تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے ۵۰۷ پھر جب

جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ

طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے بولے ہم میں آج طاقت نہیں جالوت

کام کیا ہوا) صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں تھیں ان کے مَساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کی دولتِ سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوتِ سرخ میں تھی کہ حضور بحالتِ نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا، یہ صندوق وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی چنانچہ اس تابوت میں اَلواحِ توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا سا ''مَنّ'' جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں مُتَوارِث (بطورِ وراثت منتقل) ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے، جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عَمالِقَہ کو مُسَلَّط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے اَمراض و مَصائب میں مبتلا ہوئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اِہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مُقِر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لیے آمادہ ہوگئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہوگیا، طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان مُنتخَب کیے جن میں حضرت داود علیہ السلام بھی تھے۔ (جلالین و جمل و خازن و مدارک وغیرہ) **فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرُّکات کا اِعزاز و اِحترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔ **فائدہ:** تابوت میں انبیاء کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں اللہ کی طرف سے آئی تھیں۔ **۵۰۵** یعنی بیتُ المقدِس سے دشمن کی طرف روانہ ہوا وہ وقت نہایت شدّت کی گرمی کا تھا لشکریوں نے طالوت سے اس کی شکایت کی اور پانی کے طلبگار ہوئے **۵۰۶** یہ امتحان مقرر فرمایا گیا تھا کہ شدتِ تشنگی کے وقت جو اِطاعتِ حکم پر مستقل رہا وہ آئندہ بھی مستقل رہے گا اور سختیوں کا مقابلہ کر سکے گا اور جو اس وقت اپنی خواہش سے مَغلوب ہو اور نافرمانی کرے وہ آئندہ سختیوں کو کیا برداشت کرے گا۔ **۵۰۷** جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی انہوں نے صبر کیا اور ایک چلّو اُن کے اور ان کے جانوروں کے لیے کافی ہوگیا اور ان کے قلب و ایمان کو قوت ہوئی اور نہر سے سلامت گذر گئے، اور جنہوں نے خوب پیا تھا ان کے ہونٹ سیاہ ہوگئے تشنگی اور بڑھ گئی اور ہمت ہار گئے۔

www.dawateislami.net

وَ جُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ

اور اس کے لشکروں کی بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم

قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَ لَمَّا

جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے **ف۵۰۸** پھر جب

بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ

سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے عرض کی اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے

اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۵۰﴾ ؕ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ

پاؤں جمے رکھ اور کافر لوگوں پر ہماری مدد کر تو انہوں نے ان کو بھگا دیا اللہ کے

اللّٰهِ ۙ قف وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ

حکم سے اور قتل کیا داود نے جالوت کو **ف۵۰۹** اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت **ف۵۱۰** عطا فرمائی اور اسے جو

مِمَّا یَشَآءُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ

چاہا سکھایا **ف۵۱۱** اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے **ف۵۱۲** تو ضرور زمین

الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا

تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب

عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۵۲﴾

تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو

ف۵۰۸ ان کی مدد فرماتا ہے اور اسی کی مدد کام آتی ہے۔ **ف۵۰۹** حضرت داود علیہ السلام کے والد "ایشا" طالوت کے لشکر میں تھے اور ان کے ساتھ ان کے تمام فرزند بھی حضرت داود علیہ السلام ان سب میں چھوٹے تھے بیمار تھے رنگ زرد تھا بکریاں چراتے تھے، جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اس کی قوت جسامت دیکھ کر گھبرائے کیونکہ وہ بڑا جابر قوی شہزور عظیم الجُثّہ (بڑے اور موٹے جسم والا) قد آور تھا، طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک اس کو دوں گا مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت اشمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کریں، آپ نے دعا کی تو بتایا گیا کہ حضرت داود علیہ السلام جالوت کو قتل کریں گے، طالوت نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی آپ کے نکاح میں دوں اور نصف ملک پیش کروں! آپ نے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہو گئے صفِ قِتال قائم ہوئی اور حضرت داود علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن (پتھر پھینکنے کا آلہ) لے کر مقابل ہوئے، جالوت کے دل میں آپ کو دیکھ کر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے باتیں بہت مُتکبّرانہ کیں اور آپ کو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا آپ نے فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا وہ اس کی پیشانی کو توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت مر کر گر گیا حضرت داود علیہ السلام نے اس کو لا کر طالوت کے سامنے ڈال دیا، تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے اور طالوت نے حضرت داود علیہ السلام کو حسب وعدہ نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا، ایک مدت کے بعد طالوت نے وفات پائی تمام ملک پر حضرت داود علیہ السلام کی سلطنت ہوئی۔ (جمل وغیرہ) **ف۵۱۰** حکمت سے نبوت مراد ہے۔ **ف۵۱۱** جیسے کہ زرہ بنانا اور جانوروں کا کلام سمجھنا۔ **ف۵۱۲** یعنی اللہ تعالیٰ

www.dawateislami.net